﴿فہرست مضامین﴾

﴿ بسم الله الرحمٰن الرّحیم ﴾

پیش لفظ

الحمد لله و کفٰی والصلاۃ والسلام علی نبیه محمد ن المصطفیٰ

نہ تو میں عالم ہوں، نہ سکالر ہوں اور نہ محقق، اور نہ ہی مجھ میں اتنی قابلیت ہے کہ میں کسی موضوع پہ کتاب، کتابچہ، رسالہ یا مکالہ لکھ سکوں یا تالیف کر سکوں، اور نہ ہی میرا ایسا کوئی ارادہ تھا، مگر اللہ کریم جس سے چاہے کوئی بڑا کام لے لیں، میں ایک طالبعلم ہوں اور جو کچھ بھی آپ حضرات کے سامنے ہیں یہ میرے استاد محترم جناب ہدایت الرحمٰن صاحب (صوابی) کے فیض اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

استاد محترم ایک ملنسار، عاجز مزاج اور انتہائی شفیق انسان ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ میں بیشمار خصوصیات ودیعت فرمائی ہیں، آپ کو شرعی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم پر بھی عبور حاصل ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی علوم سے فیضیاب فرمائے۔

فجر صادق کا تعین اور اوقات نماز کا موضوع بے شک انتہائی مشکل موضوع ہے، جس وقت استاد محترم نے یہ کام مجھے سونپا تھا، اس وقت میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ میں یہ کام سر انجام دے سکوں گا، میرے لیئے یہ ایک پروجیکٹ سے کم نہ تھا، اللہ کا نام لیکر جب میں نے اس پہ کام شروع کیا تو یقین کر لیں یہ مشکل کام میرے لیئے آسان ہوتا چلا گیا، اس کی وجہ استاد محترم کا فیض اور رہنمائی ہے اس پہ میں اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں۔

اس کتابچہ کو مکمل کرنے پر میں خوش بھی ہوں اور حیران بھی، خوش تو اس لیئے ہوں کہ ایک مشکل اور اہم کام میرے ذریعے مکمل ہوا اور حیران اس وجہ سے ہوں کہ، ''کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء، گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں''۔اگر استاد محترم کا فیض، سر پرستی اور رہنمائی نہ ہوتی، تو میں ایک بھی لفظ لکھنے کے قابل نہ ہوتا، یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم مہربانی ہے کہ مجھے ہدایت الرحمٰن صاحب جیسے استاد کا سایۂ عاطفت نصیب فرمایا اور ایک مشکل کام میں میری رہنمائی فرمائی، اس پر میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کرلوں کم ہے۔

یہ ایک تحقیقی کام ہے، اور تحقیقی کام بلا شبہ مشکل کام ہوتا ہے، تحقیق کا مطلب ہوتا ہے کھوج لگانا، سچائی تلاش کرنا، کسی کام کے بارے میں جاننا، اس کو سمجھنا، اور سمجھ کر اس کو کھول کر بے خوف و خطر بیان کرنا، تحقیق ایک مسلسل جستجو کا نام ہے جس کے ذریعے سے حقائق کا کھوج لگایا جاتا ہے اور حقائق معلوم کرنے کے بعد ان کی تصدیق کی جاتی ہے، یہ ایک ایسا بہترین ذریعہ ہے جس کے بدولت سچ اور جھوٹ، حق و باطل، صحیح و غلط ظاہر ہو جاتے ہیں، اس لیئے عقلمند و دانا لوگ فرماتے ہیں کہ تحقیق کے بغیر چیزوں کا مان لینا جہالت اور حماقت ہے، اور ان سے نہ بچنا گمراہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں گمراہی سے بچائے، سچ کا ساتھ دینے اور جھوٹ کو کھل کر سامنے لانے میں ہمارا حامی و مددگار رہو، آمین

احقر
اسفندیار معروف خیل
یار حسین، ضلع صوابی
فون نمبر 0334-5386460

﴿ اعوذ با اللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ﴾

﴿ بِسم اللہ الرحمٰن الرّحیم ﴾

ابتدائیہ

"وکلوا واشربوا حتٰی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر"

(سورۃ البقرہ: 187)

" اورکھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ صبح کی سفید لکیر، سیاہ لکیر سے الگ ہوکر تمھارے سامنے آ جائے"

ہمارے ہاں رمضان المبارک کے مہینے میں سحری اور نماز فجر کی ادائیگی کے لیے مروجہ نقشوں کا بے دریغ استعمال ہوتا ہے، سحری کھانا ثواب ہے، بخاری و مسلم شریف کی حدیث ہے "سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے"۔ لیکن ہمیں یہ برکت تب ہی نصیب ہوگی جبکہ ہم نے سحری کے وقت کا صحیح تعین کیا ہو، سحری سے مراد وہ مشتبہ وقت ہے جو صبح کاذب کے شروع سے لیکر صبح صادق کے ظہور اور واضح ہونے تک ہے، تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شرعی، سائنسی اور مشاہداتی تینوں نقطۂ نظر سے مروجہ نقشے اور ٹائم ٹیبلز غلط بنے ہیں، مروجہ نقشوں پہ عمل کرنے سے دوہرا نقصان ہوتا ہے، ایک یہ کہ کھانا پینا ہم اس وقت چھوڑ دیتے ہیں جس وقت سحری (ثواب کا وقت) شروع ہونے والی ہوتی ہے، دوسرا نقصان یہ ہوتا ہے کہ فجر صادق شروع ہونے سے پہلے ہم نماز فجر

پڑھ لیتے ہیں اوراس طرح نماز ضائع ہوجاتی ہے، اس لیئے یہ ضروری ہے کہ اس مسلئے کی تحقیق کی جائے۔

فقیہ العصر مفتی رشید احمد لدھیانویؒ فرماتے ہیں ''آج تک جتنے نقشے بھی شائع ہوئے ہیں ان سب میں صبح صادق اور عشاء کے اوقات غلط ہیں''۔ (احسن الفتاویٰ، جلد2، ص140)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے صبح صادق کی واضح علامت یہ بیان فرمائی ہے، کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے متمیز ہو جائے، یہ سفید اور سیاہ دھاگے پرانے نقشوں کے وقت پر آپ کو کہیں نظر نہیں آئیں گے''۔ (احسن الفتاویٰ، جلد2،ص159)

شیخ صالح المنجد (جن کا تعلق "Islam Q&A" ویب سائٹ سے ہے) نے موجودہ ٹائم ٹیبلز (نقشوں) کے متعلق خبردار کرتے ہوئے کہا ہے ''یہ غلطی صرف مصر تک محدود نہیں ہے، بلکہ بہت سارے نقشے فجر کا صحیح وقت نہیں دیتی اوراس کی بنیاد صبح کاذب ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی نمازیں ضائع ہونے کا خطرہ موجود ہے، خاص کر وہ لوگ جب کوئی اپنے گھر میں اذان کے فوراً بعد نماز ادا کردیں'' (www.hizbululama.org.uk)

سعودی عرب، شام، مصر اور سوڈان میں علماء اور محققین کی ایک جماعت نے صبح صادق کا صحیح وقت معلوم کرنے کی کوشش کی اوران پہ یہ واضح ہوگیا کہ جو نقشے اور ٹائم ٹیبلز آج کل استعمال میں ہیں، سب کے سب غلط ہیں'' (www.islam-qa.com/en)

شیخ البانیؒ نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے، کہ کچھ عرب ممالک میں اذان فجر اپنی وقت سے 20 سے 30 منٹ پہلے دی جاتیں ہیں۔(السلسلۃ الصحیحۃ، 5/25)

فقیہ العصر مفتی رشید احمد لدھیانویؒ فرماتے ہیں ''پرانے نقشوں کے وقت سے متصل آپ کو کوئی روشنی ہرگز نظر نہیں آئے گی، ماہرین فلکیات جدیدہ وقدیمہ سب اس پر متفق ہیں کہ اس وقت سے قبل متصل افق پر کوئی روشنی نہیں ہوتی''۔ (احسن الفتاویٰ، جلد2،ص 160)

پس پرانے نقشوں اور ٹائم ٹیبلز کے متعلق یہ واضح ہوگیا کہ یہ سراسر غلط ہیں، لہٰذہ اس مسلئے کا جائزہ ہم تین زاویوں سے لیں گے، ۱۔شرعی وفقہی نقطۂ نظر سے، ۲۔سائنسی وفلکیاتی نقطۂ نظر سے، اور۳۔مشاہداتی وتجرباتی نقطۂ نظر سے۔

شرعی وفقہی نقطۂ نظر

سحر کی تعریف: سحر اصل میں تو اس کے معنٰی آخر شب کی تاریکی کے ہیں جو دن کی ابتدائی روشنی میں مخلوط ہو، پھر اس وقت کا نام ہی سحر رکھ دیا گیا ہے، مسّحر اس آدمی کو کہتے ہیں جو سحری کے وقت گھر سے نکلا ہو اور السحو ر اس کھانے کو کہتے ہیں جو بوقت سحر تناول کیا جائے اور تسحر کے معنٰی سحور کرنے کے ہیں۔(مفرادات القرآن از امام راغب اصفہانی)

لغوی اصطلاح: تسّحر (سحری کھانا)، السحر (وہ چیز جس کا ماخذ لطیف ودقیق ہو, باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کرنا، جادو، دھوکا، حیلہ، فساد)، سحر الاعلٰی (صبح کاذب)، سحر الآخر (صبح صادق)، سحری جمع سحور (رمضان المبارک میں طلوع آفتاب سے پہلے کا کھانا)

(مصباح اللغات، مرتبہ ابوالفضل مولانا عبدالحفیظ بلیاریؒ، استاذ ادب ندوۃ العلماء لکھنوٴ)

فجر کی تعریف: فجر دراصل پانی کے بہنے یا بہانے کو کہا جاتا ہے، جس طرح قرآن میں ہے **فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا** :جس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے (سورۃ البقرہ، آیت ٦٠)، **و اِنَّ من الحجارة لما يتفجر منه الانهٰر** :بعض پتھروں سے تو نہریں بہہ نکلتی ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت ۷۴)

ان آیات مبارکہ سے یہ واضح ہوا کہ 'فجر' پانی کے پھوٹ نکل کر بہہ جانے کو کہا جاتا ہے، تو اسی طرح فجر اس صبح کو کہا جائے گا جب روشنی پھوٹ نکل کر پانی کی طرح بہے یعنی زمین پر پھیلے، فجر کاذب کی روشنی چونکہ عمودی ہوتی ہے اس لیئے وہ رات ہے اور فجر کی تعریف پر پوری نہیں اترتی۔

فجر صادق اور فجر کاذب دو فقہی اور نجومی اصطلاحات ہیں جس سے مراد دن اور رات کے مخصوص اوقات ہیں، صبح کاذب، مشرق سے نمودار ہونے والی سفیدی کے ساتھ شروع ہوتی ہے اور اس وقت کے دوران نماز فجر کو نہیں پڑھا جا سکتا ہے، فجر صادق کا وقت وہ ہے جب مشرق سے نمودار ہوئی سفیدی پھیل جائے، دونوں میں فرق یہ ہے کہ فجر کاذب، آسمان سے الگ ہے جبکہ فجر صادق آسمان کے ساتھ متصل ہے اور یہ کہ فجر کاذب عمودی طریقے پر ہے جبکہ فجر صادق افقی ہے۔

<u>لغوی اصطلاح</u>: فجر (الماء: پانی بہانا، جاری کرنا)، تفجر (الماء: پانی کا جاری ہونا) انفجر عنہہ اللیل (رات کا ختم ہونا)، طریق فجر (کھلا ہوا صاف راستہ)

(مصباح اللغات، مرتبہ ابوالفضل مولانا عبدالحفیظ بلیاویؒ، استاذ ادب ندوۃ العلماء لکھنؤ)

حضرت عدی بن خاتمؓ سے روایت ہے، کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''سفید دھاگے اور کالے دھاگے سے مراد دن کی روشنی اور رات کی سیاہی ہے''۔ (صحیح بخاری:1916)

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے مروی حدیث کا مفہوم ہے ''تم کو دھوکے میں نہ ڈالے سحری کھانے سے، بلالؓ کی اذان اور نہ افق پر یہ مستطیل (عمودی) روشنی، یہاں تک کہ پھیل جائے جیسا کہ یہ''۔[مسلم، ابوداود، نسائی، صحیح ترمذی:568]

نبی کریم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو صبح کاذب کے وقت اور حضرت ابن اُم مکتومؓ کو صبح صادق کے وقت اذان دینے کا حکم صادر فرمایا تھا، مذکورہ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے پہلے بلالؓ کی اذان اور پھر عمودی روشنی کا ذکر فرمایا اور متنبہ کیا کہ دونوں سے دھوکہ نہیں کھانا ہے کہ یہ وقت صبح کاذب کا ہے۔

مدینہ میں رمضان المبارک کے مہینہ میں یہ معمول تھا کہ صبح دو آذانیں دی جاتی تھیں۔ایک صبح کاذب کے وقت یعنی سحری شروع کرنے کے لیئے حضرت بلالؓ آذان دیتے تھے، اسکے بعد صبح

صادق کے وقت یعنی سحری ختم کرنے کے لیئے حضرت ابن اُمِ مکتومؓ آذان دیا کرتے تھے، حضرت ابن اُمِ مکتومؓ نابینا ہونے کے باوجود ٹھیک وقت پہ آذان دیا کرتے تھے یہ آپؐ کی کرامت تھی، بخاری شریف میں اس کے متعلق ایک حدیث اس طرح ہے'' کھاؤاور پیؤ تا آنکہ ابن اُمِ مکتومؓ اذان نہ دے دیں، وہ اذان اسی وقت دیتے ہیں جب فجر طلوع ہوجاتی ہے''۔ (صحیح بخاری:31/142)

بہت افسوس کی بات ہے کہ ہمارے کچھ علماء کرام بینا ہونے کے باوجود صبح صادق کا تعین کرنے میں غلطی کرتے ہیں اورلوگوں کی نمازیں ضائع کرانے کا گناہ اپنے سر لینے کا خطرہ مول لیتے ہیں، یہاں پہ ایک بات واضح ہوگئی کہ اہل حق نابینا بھی ہوں تو حق کو پہچان لیتے ہیں، لیکن اگر دنیا پرستی، فرقہ پرستی اور ضد وعناد آڑے آجائے تو آدمی بینا ہونے کے باوجود بھی حق کو نہیں پا سکتا۔

بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد میں فجر صادق کے متعلق لکھا ہے کہ ''ان میں ایک حدیث بواسطہ حذیفہؓ ہے وہ کہتے ہیں، میں نے نبی ﷺ کے ساتھ سحری کھائی، میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ دن کا وقت تھا مگر سورج طلوع نہ ہوا تھا'' (بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ابن رشد، ترجمہ ازعبیداللہ فہد فلاحی، ص 393)

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے منقول ہے کہ آپؓ نے سحری اتنی مؤخر کردی کہ طلوع فجر قریب ہو گیا اور فرمانے لگے، ''دروازہ بند کردو، تاکہ صبح ہم پر اچانک نہ آجائے''۔ ایک دفعہ آپؓ نے سالم بن عبداللہ اشجعی سے کہا ''جاؤ اور میرے لیئے فجر کی روشنی سے پردہ کردو'' پھر آپؓ نے سحری کھائی۔ (موسوعہ فقہ حضرت ابوبکرؓ، ص 206، سلسلۂ انسائیکلوپیڈیا نمبر 1، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

درحقیقت طلوع فجر کا تعین دیکھنے والے کی آنکھ کے ذریعے ممکن نہیں کہ یہ یقین کر دے کہ فلاں لحظۂ فجر طلوع ہو گیا، اسی لیئے سلف میں سے بہت سے حضرات جن میں حضرت ابوبکرؓ بھی شامل ہیں، طلوع فجر کے قریب ہو جانے پر بھی سحری کھا لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ (موسوعہ فقہ حضرت ابوبکرؓ، ص 6-205، سلسلۂ انسائیکلو پیڈیا نمبر 1، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

جب روزہ دار کو طلوع فجر میں شک ہو تو وہ کھاتا پیتا رہے، یہاں تک کہ اسے طلوع فجر کا تعین ہو جائے، پھر کھانا پینا بند کر دے کیونکہ یقین شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوتا۔ (موسوعہ فقہ حضرت ابوبکرؓ، ص 206، سلسلۂ انسائیکلو پیڈیا نمبر 1، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

ابن ابی شعبیؒ مسلمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ "آپ ﷺ اور اصحاب کرامؓ کبھی تمھارے صبح صادق کو نہ لیتے تھے، بلکہ وہ (حضرات) اس وقت صبح صادق کو تسلیم کرتے تھے، جب روشنی عمارتوں اور گلیوں میں پھیل جاتی تھی"۔ (صبح صادق اینڈ اٹز سٹارٹنگ ٹائم، از مولانا اے۔زیڈ۔ ایم سعید چوہدری، الفقیہ، المحدث، پی۔ایچ۔ڈی، گلاسگو/www.hizbululama.org.uk)

امام قرطبیؒ اور ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ "علماء کے ایک طبقے کے مطابق 'تبین' کے معنیٰ فجر کی روشنی کا عمارتوں اور سڑکوں پہ پھیلنے کے ہیں، نہ کہ صرف افق پہ پھیلنے کے"۔ (صبح صادق اینڈ اٹز سٹارٹنگ ٹائم، از مولانا اے۔ زیڈ۔ایم سعید چوہدری، الفقیہ، المحدث، پی۔ایچ۔ڈی، گلاسگو/www.hizbululama.org.uk)

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں "نماز فجر کا وقت دوسری صبح (صبح صادق) کا آغاز ہے، صبح صادق

وہ روشنی ہے جو افق پر پھیلے''۔ (ردالمختار، جلد1، ص359)

حضرت علیؓ سحری کھانے میں تاخیر کو پسند کرتے تھے، تا کہ روزہ رکھنے کی قوت زیادہ ہو جائے۔(موسوعہ فقہ حضرت علیؓ، ص 515، سلسلۂ انسائیکلوپیڈیا نمبر 4، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی،ظہران یونیورسٹی،سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

حبان بن حارث کا کہنا ہے کہ''حضرت علیؓ کا لشکر جب مقام دیر موسیٰ پر پڑاوڈالے ہوئے تھا تو میں آپؓ کے پاس آیا، اس وقت آپؓ سحری کھا رہے تھے آپؓ نے مجھ سے فرمایا کہ آ ؤ کھالو، میں نے عرض کیا کہ میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں (یعنی اب طلوع فجر ہونے والا ہے، اب اگر آپؓ کے ساتھ کھالیا تو میرا روزہ نہیں ہوگا) اس پر آپؓ نے فرمایا کہ میں بھی روزہ رکھنا چاہتا ہوں اور اس کے لیئے سحری کھا رہا ہوں''۔ جب سحری سے فارغ ہو گئے، تو مؤذن سے اقامت کے لیئے کہا۔ (موسوعہ فقہ حضرت علیؓ، ص 515،سلسلۂ انسائیکلوپیڈیا نمبر 4، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی،سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں''صبح صادق شروع ہونے کا تعین 'تبین' ہے، جو کھانے سے منع ہونے اور روزہ شروع کرنے کے درمیان ایک لکیر ہے۔(معارف القرآن، جلد ا، صفحہ 454)

صحیح مسلم، سنن نسائی، سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی کے ایک حدیث میں دو فجروں کا ذکر ہے، ایک فجر مستطیل اور دوسرا فجر مستطیر۔ فجر مستطیل وہ ہے جس میں روشنی اوپر کی طرف اٹھی ہوتی ہے، اس میں کھانا پینا جائز ہے، فجر مستطیر وہ ہے جس میں روشنی پھیل جاتی ہے اس میں کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے، اس کی کوئی مقررہ حد بندی نہیں ہے (مقررہ پوائنٹ)، بلکہ جب روشنی پھیلنے لگے اور

دیکھنے والے پر واضح ہو جائے، تو وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔

'تبین' کے معنیٰ حدیث کے مطابق یستطیر (پھیلنا) کے ہے، ڈاکٹر ذکی بن عبدالرحمٰن المصطفٰی، سربراہ ادارہ برائے فلکیات وارضیات ریاض سعودی عرب لکھتا ہے، ''حکم 'تبین' کے شرط کے ساتھ دی گئی ہے، جسکا مطلب روشنی (فجر) کا مکمل طور پر پھیلنا ہے''۔

(صبح صادق اینڈ اٹز سٹارٹنگ ٹائم، از مولانا اے.زیڈ.ایم سعید چوہدری، الفقیہ، المحدث، پی.ایچ.ڈی، گلاسگو www.hizbululama.org.uk)

امام ابوبکر جصاص رازیؒ فرماتے ہیں ''مسلمانوں میں اس بات پہ کوئی اختلاف نہیں ہے کہ افق پر پھیلنی والی روشنی (یعنی فجر مستطیر) روزہ رکھنے والے پر کھانا پینا حرام کر دیتا ہے''۔ (احکام القرآن، جلدا، ص285)

موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میں فجر صادق کی تعریف اس طرح کی گئی ہے ''یہاں فجر سے مراد صبح صادق ہے، جس سے احکام شرعیہ کا تعلق ہوتا ہے، یہ صبح کی وہ روشنی ہے جس کے بعد تاریکی نہیں ہوتی''۔ (موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن مسعود، ص485، سلسلۂ انسائیکلوپیڈیا نمبر5، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

مفتی اعظم بغداد علامہ محمد آلوسیؒ فرماتے ہیں ''یہ پہلی روشنی ہے جو صبح صادق سے پہلے نمودار ہوتی ہے، یہ بھیڑیے (Wolf) کی دُم کی مانند ہوتی ہے، اور اس کو صبح کاذب کہا جاتا ہے، اس کے بعد روشنی افق پہ پھیل جاتی ہے، جس کو صبح صادق کہا جاتا ہے''۔ (تفسیر روح المعانی، جلد 2، ص69)

سحری کے آخری وقت یعنی صبح صادق کے متعلق حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے ''جب تک تمہیں شک ہو، کھاتے پیتے رہو''۔ (موسوعہ فقہ حضرت حسن بصریؒ، ص 466-465، سلسلۂ انسائیکلوپیڈیا نمبر 8، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

اگر دو شخصوں میں سے ایک نے طلوع فجر کی خبر دی، اور دوسرے نے اس کی تردید کر دی ہو، اس دوسرے کے لیئے سحری کھانا درست ہوگا، یہاں تک کہ دونوں طلوع فجر پر متفق ہو جائیں، یا اس دوسرے کے لیئے طلوع فجر متحقق ہو جائے۔ (موسوعہ فقہ حضرت ابوبکرؓ، ص 206، سلسلۂ انسائیکلوپیڈیا نمبر 1، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

حضرت مکحول الازدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو زمزم سے ایک ڈول پانی نکالتے دیکھا، آپؓ نے دو شخصوں سے پوچھا کہ کیا فجر طلوع ہو گیا ہے؟ ایک نے کہا کہ طلوع ہو چکا ہے، اور دوسرے نے کہا طلوع نہیں ہوا ہے، یہ سن کر آپؓ نے پانی پی لیا۔ (موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، ص 676، سلسلۂ انسائیکلوپیڈیا نمبر 6، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

اسی طرح موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ میں صبح صادق کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ ''فجر ثانی یعنی صبح صادق طلوع ہونے کے ساتھ روزہ شروع ہوتا ہے، اور غروب شمس تک رہتا ہے، روزہ رکھنے والے کے لیئے اس وقت تک کھانا پینا جائز ہے، جب تک اسے طلوع فجر کا یقین نہ ہو جائے''۔ (موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، ص 676، سلسلۂ انسائیکلوپیڈیا نمبر 6، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ میں صبح صادق کے متعلق مزید لکھا ہے کہ ''اگر اس نے (روزہ رکھنے والے نے) دو افراد کو طلوع فجر دیکھنے کے لیئے بھیجا ہو، اور ان میں سے ایک کہے کہ صبح صادق طلوع ہو چکی ہے اور دوسرا کہے کہ ابھی طلوع نہیں ہوئی ہے، تو وہ کھا پی سکتا ہے، حتیٰ کہ اسے طلوع فجر کا یقین ہو جائے کیونکہ یقین شک کی بناء پر زائل نہیں ہوتا'' ۔[صفحہ 676] اس سے ایک بات تو یہ واضح ہو گئی کہ صبح صادق کا تعین شک کی بناء پر نہیں بلکہ یقین کی بناء پر ہوگا، دوسری بات یہ کہ جب تک اکثریت کو صبح صادق کا یقین نہ ہو تو وہ صبح کاذب ہی ہوگا، جب روشنی اتنی پھیلے کہ پچاس فی صد سے زائد لوگوں کو نظر آجائے تو تب اسے طلوع فجر کا یقین کہا جائے گا، اس وقت تک کھانا پینا جائز ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آیت سحور میں لفظ 'لکم' آیا ہے، جو اکثریت کے لیئے استعمال ہوتا ہے۔

موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میں صبح صادق کے وقت کے تعین کے متعلق یہ لکھا ہے کہ'' جب صبح کے وقت اتنی روشنی ہو جائے کہ اس میں رنگوں کے درمیان امتیاز کیا جا سکے تو اس کے ساتھ ہی اس دن کے روزے کا وقت شروع ہو جائے گا، یہ روشنی فجر کے تھوڑی دیر بعد ظاہر ہوتی ہے'' [صفحہ 409]، یہاں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ روشنی اتنی زیادہ ہو کہ اس میں بغیر مصنوعی روشنی کے آدمی رنگوں کے درمیان پہچان کر سکے، ہمارے بزرگ چیونٹیوں کی مثال دیتے تھے کہ جب تک چیونٹی نظر نہ آئے تو اس وقت تک کھاؤ پیؤ۔

حضرت عامر بن مطرؒ کہتے ہیں، ''میں حضرت ابن مسعودؓ کے گھر آیا، آپؓ ہمارے سامنے باقی ماندہ سحری لے آئے، ہم نے آپؓ کے ساتھ مل کر سحری کھائی، پھر نماز کی اقامت ہو گئی ہم نکلے اور آپؓ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی''۔ (موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ص409، سلسلۂ انسائیکلوپیڈیا نمبر5، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی،سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

حضرت براءؓ کہتے ہیں'' میں رمضان کے مہینے میں سحری کھا کر حضرت ابن مسعودؓ کے پاس آیا، آپؓ نے مجھے مشروب دے کر پینے کے لیئے کہا، میں نے بتایا کہ میں سحری سے فارغ ہو چکا ہوں لیکن آپؓ نے مجھے زور دے کر پلا دیا، پھر ہم نکل کر مسجد میں آئے تو لوگ نماز میں مصروف تھے''۔ (موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ص409، انسائیکلو پیڈیا نمبر5، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میں لکھا ہے ''سحری میں تاخیر مستحب ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ سحری کھانے میں تاخیر اور روزہ کھولنے میں تعجیل (یعنی جلدی) کرتے''۔[یاد رہے کہ فقہ حنفی کی بنیاد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی فتاویٰ پہ ہے] (موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ص410، انسائیکلو پیڈیا نمبر5، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد میں فجر کی تعریف اس طرح کی گئی ہے ''جمہور کہتے ہیں کہ اول وقت سفید پھیلی ہوئی دوسری فجر کا طلوع ہونا ہے، المستطیر (پھیلی ہوئی روشنی) اس کی تعریف ہے'' (بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ابن رشد، ترجمہ از عبیداللہ فہد فلاحی، ص 392)

امام نوویؒ فرماتے ہیں''اس پہ امت کا اجماع ہے، کہ نماز فجر کا وقت صبح صادق کا ظہور ہے، فجر کی دو قسم ہیں اور فجر صادق دوسری صبح ہے، پہلی صبح 'کاذب' کہلاتی ہے، پہلی صبح میں روشنی آسمان میں عمودی نظر آتی ہے، کچھ دیر کے بعد یہ ختم ہو جاتی ہے، اور دوسری روشنی افق پر نمودار ہو کر پھیل جاتی ہے، یہ صبح صادق ہے، فقہاء کہتے ہیں شرعی احکام کا تعلق صبح صادق سے ہے، اس افقی روشنی کے ظاہر ہونے سے نماز فجر کا وقت داخل ہو جاتا ہے، اور اسی پہ عشاء کا وقت ختم ہو جاتا ہے، اسی پہ روزہ شروع ہو جاتا ہے، اور روزہ رکھنے والے کے لیئے کھانا پینا حرام کر دیتا ہے،

اسی پہ دن کا آغاز ہوتا ہے اور رات کا خاتمہ ہوتا ہے، اسی پہ امت کا اجماع ہے۔ (شرح المہذب، جلد3، ص34)

جمہور علماء کے درمیان اس بات پہ تو اختلاف نہیں ہے کہ فجر صادق کب شروع ہوتا ہے، البتہ اس بات پہ اختلاف ضرور موجود ہے کہ سحری میں کھانے پینے کو حرام کرنے والی حد کونسی ہے، ٹھیک وہی وقت جس وقت فجر طلوع ہو یا وہ وقت کہ جس وقت فجر صادق واضح ہو جائے، مطلب یہ کہ ایک بندہ پہ فجر صادق واضح تو نہیں ہوا مگر اصل میں فجر صادق طلوع ہو چکا ہے اور وہ کھا پی رہا ہے، تو آیا اس کا روزہ صحیح ہوگا یا قضاء کریگا، مفتی محمد شفیعؒ کا اس پہ ایک فتویٰ موجود ہے کہ نقشے اور جنتری پر عمل کرنا اس وقت تک جائز ہے کہ جب تک وہ مشاہدے کے خلاف واقع نہ ہو جائے، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد [ترجمہ] میں یہ بات ان الفاظ میں موجود ہے"جن فقہاء نے سفید پھیلی ہوئی فجر کا اعتبار کیا ہے، یعنی جمہور نے، ان میں اختلاف ہے کہ کھانے پینے کو حرام کرنے والی حد کیا ہے، ایک گروہ کہتا ہے کہ اسی فجر کا طلوع ہونا ہے، دوسرا گروہ کہتا ہے کہ دیکھنے والے پر جب یہ فجر واضح ہو جائے تو کھانا حرام ہے، اور اگر واضح نہ ہو تو اس کے لیئے کھانا مباح ہے، تا آنکہ وہ واضح ہو جائے گرچہ وہ طلوع ہو چکی ہو"۔(بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد ،ابن رشد،ترجمہ از عبیداللہ فہد فلاحی،ص393)

آیت مبارکہ ہے " ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيلِ ج "

" پھر پورا کرو تم روزے کو رات تک"۔(البقرہ:187)

اس آیت مبارکہ میں روزہ کھولنے کا وقت بتایا گیا ہے۔کہ رات شروع ہونے پہ روزہ کھول دو، ظاہر ہے شرعی طور پہ رات سورج غروب ہونے پہ شروع ہوتی ہے جبکہ سورج غروب ہونے کے کافی دیر بعد تک بھی کافی ساری روشنی موجود ہوتی ہے کہ آدمی بغیر مصنوعی روشنی کے ہر چیز بہ آسانی دیکھ سکتا ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روزہ کھولنے کا وقت 'لیل' یعنی رات ہے، اور 'لیل'

اتنی ساری روشنی کا نام ہے کہ جس کو ہر کوئی اپنی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے، تو پھر 'صبح' یعنی روزہ بند کرنے کا وقت 'اندھیرا' کیسے ہوسکتا ہے؟ ایک طرف 'لیل' ہر طرف کافی ساری روشنی کا نام ہے، تو دوسری طرف 'فجر' اتنے سارے اندھیرے کا نام کیسے ہوسکتا ہے جس میں ایک آدمی بغیر مصنوعی روشنی کے کچھ بھی نہ دیکھ پائے؟ لازم ہے کہ 'صبح صادق' بھی بہت ساری روشنی کا نام ہو جس کو ہر آدمی اپنی آنکھ سے دیکھ سکتا ہو۔

آج کل لوگ سحری اور افطار دونوں کے معاملے میں شدتِ احتیاط کی بناء پر کچھ بے جا تشدد برتنے لگے ہیں، مگر شریعت نے ان دونوں اوقات کی کوئی ایسی حد بندی نہیں کی ہے جس سے چند سیکنڈ یا چند منٹ اِدھر اُدھر ہو جانے سے آدمی کا روزہ خراب ہو جاتا ہو، سحر میں سیاہی شب سے سپیدۂ سحر کا نمودار ہونا اچھی خاصی گنجائش اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک شخص کے لیئے یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر عین طلوع فجر کے وقت اس کی آنکھ کھلی ہو تو وہ جلدی سے اُٹھ کر کچھ کھا پی لے، حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی شخص سحری کھا رہا ہو اور اذان کی آواز آ جائے تو فوراً چھوڑ نہ دے بلکہ اپنی حاجت بھر کھا پی لے''۔ اسی طرح افطار کے وقت میں بھی غروب آفتاب کے بعد خواہ مخواہ دن کی روشنی ختم ہونے کا انتظار کرتے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈوبتے ہی بلال رضی اللہ عنہ کو آواز دیتے تھے کہ لاؤ ہمارا شربت۔ بلال رضی اللہ عنہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ ابھی تو دن چمک رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جب رات کی سیاہی مشرق سے اٹھنے لگے تو روزے کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ (تفسیر سورۃ البقرہ، آیت 187، از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحبؒ)

سحری کو دیر کر کے کھانا چاہیئے ایسے وقت کہ فراغت کے کچھ ہی دیر بعد صبح صادق ہو جائے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم سحری کھاتے ہی نماز کے لیئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے، اذان اور سحری کے درمیان اتنا ہی فرق ہوتا تھا کہ پچاس آیتیں پڑھ لی جائیں (بخاری و مسلم).......اکثر

اصحاب رسول اللہ ﷺ کا دیر سے سحری کھانا اورآخری وقت تک کھاتے رہنا ثابت ہے جیسے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین کی بھی ایک بہت بڑی جماعت سے صبح صادق طلوع ہونے کے بالکل قریب تک ہی سحری کھانا مروی ہے جیسے محمد بن صادق بن حسین، ابومجلز، ابراہیم نخعی، ابوالضحیٰ، ابووائل وغیرہ، شاگردان ابن مسعود، عطا، حسن، حاکم بن عینیہ، مجاہد، عروہ بن زبیر، ابوالشعثا ئ جابر بن زید کا بھی یہی مذہب ہے، اعمش اور جابر بن رشد کا اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیں۔ہم نے ان سب کی اسنادیں اپنی مستقل کتاب 'کتاب الصیام' میں بیان کر دی ہے وللہ الحمد، ابن جریر نے اپنی تفسیر میں بعض لوگوں سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ سورج کے طلوع ہونے تک کھانا پینا جائز ہے جیسے غروب ہوتے ہی افطار کرنا،لیکن یہ قول کوئی اہل علم قبول نہیں کرسکتا کیونکہ نص قرآن کے خلاف ہے قرآن میں خیط کا لفظ موجود ہے۔(تفسیر سورۃ البقرہ، آیت 187 ،از ابن کثیرؒ)

فلکیاتی سائنس(Astronomy)

ابوریحان البیرونی (المتوفی 1048ء) وہ پہلا ماہر فلکیات ہے جس نے افق پر سورج کی پڑنے والی روشنی کے آغاز اور اختتام کا وقت دریافت کیا، جس کو آسٹرونامیکل ٹوائیلایٹ (Astronomical Twilight) کہا جاتا ہے، وہ لکھتا ہے''جس وقت زیر افق سورج کا مرکز 18 درجے پہ پہنچتا ہے، تو مشرق میں اس وقت فجر طلوع ہوتا ہے، اور مغرب میں شفق ختم ہوجاتا ہے'' (القانون المسعودی، جلد2، ص950)

فجر کے متعلق البیرونی کے قول کی وضاحت مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحبؒ نے ان الفاظ میں کی ہے:۔

(۱) البیرونی نے پہلے فجر کی تعریف کی، پھر اس کی تین انواع بیان کیں، پھر ابتداء فجر کا معیار بتایا، اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فجر کی نوع اول یعنی فجر کاذب کا وقت ہے''۔ (احسن الفتاویٰ، جلد2، ص194)

(۲) البیرونی نے فجر صادق کی تعریف یوں کی ہے، [منسبط فی عرض الافق مستطیر کنصف دائرۃ] 18 درجہ زیر افق کے وقت نصف دائرہ کی شکل ہرگز نظر نہیں آسکتی، جب چاہیں جہاں چاہیں مشاہدات کر کے فیصلہ کریں'' (احسن الفتاویٰ، جلد2، ص226)

(۳) وہ (البیرونی) اپنا ذاتی مشاہدہ اور اس کی بناء پر خود کوئی فیصلہ نہیں لکھ رہے بلکہ دوسرے فلکیین [Astronomers] کے مشاہدات اور ان کے مختلف اقوال نقل کر رہے ہیں، اور یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ دوسرے تمام فلکیین اس کو فجر کاذب قرار دیتے ہیں۔(احسن الفتاویٰ،

جلد2، ص226)

(۴) البیرونی کی عبارت مذکورہ سے ظاہراً اوران کی کتاب 'تفہیم' کی عبارت...... میں 'معترضاً علیہ' سے صراحۃً ثابت ہوا کہ بیرونی کے نزدیک بھی صبح صادق سے قبل متصلاً صبح کاذب کا وجود ضروری ہے، حالانکہ 18 درجہ زیر افق سے قبل متصلاً باجماع فلکیات قدیمہ وجدیدہ کوئی روشنی نہیں ہوتی، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی سرکردگی میں گیارہ علماء کے مشاہدات میں بھی اس سے قبل کوئی روشنی نظر نہیں آئی۔(احسن الفتاویٰ، جلد2، ص234)

علامہ خلیل کمیلی، علامہ عبدالعلی برجندی، اور بدرالدین بن عابدین عینی رحمہم اللہ علیہم اور عصر حاضر کے دوسرے فقہاء کہتے ہیں کہ شرعی لحاظ سے صبح صادق کا آغاز اس وقت ہوتا ہے، جب سورج افق کے نیچے 15 درجے پہ پہنچتا ہے۔(صبح صادق اینڈ اٹز سٹارٹنگ ٹائم، از مولانا اے. زیڈ.ایم سعید چوہدری، الفقیہ، المحدث، پی.ایچ.ڈی، گلاسگو www.hizbululama.org.uk)

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں''شرعی طور پہ دن وہ ہے، جب سورج کی روشنی سطح زمین پہ پھیل جاتی ہے، یہ روشنی کبھی بھی سطح زمین پہ 15 ڈگری سے پہلے ظاہر نہیں ہوتی، اس لیئے اس وقت تک یہ صبح کاذب ہے، اور شرعی طور پہ رات ہے''۔(احسن الفتاویٰ، جلد2، ص159)

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں''میں یہ مسلہ حضرت (تھانویؒ) کے پاس لے گیا، بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ سورج غروب ہونے اور شفق ابیض کے ختم ہونے کا درمیانی وقت، سورج طلوع ہونے اور صبح کاذب کے درمیانی وقت کے برابر ہوگا یعنی 18 ڈگری پہ''۔اس فتویٰ کے آخر میں حضرت حکیم الامتؒ نے لکھا ''چونکہ جواب میری شرکت اور مشورے

سے لکھا گیا، اس لیئے میں اس کے ساتھ مکمل طور پر متفق ہوں‘‘(2 ذوالحج 1351 ھجری کو دستخط کئے)[حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے اس فیصلے سے یہ ثابت ہوا کہ 18 ڈگری صبح کاذب ہے]۔(امدادالاحکام، جلد1،ص416)

ماہرین نے صبح صادق متعین کرنے کے لیئے مندرجہ ذیل چار معیار مقرر کیئے ہیں:

ا۔ روشنی(Direct Sunlight)۔ سورج کی براہ راست روشنی

۲۔ رنگ (Ultraviolet Reddish White Colour) ۔سرخی مائل سفید رنگ

۳۔ پھیلنا(Spreading)۔روشنی کا افق کے ساتھ پھیلنا

۴۔ اثبات (Affirmation)۔سطح زمین پہ روشنی پھیلنا اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ صبح صادق شروع ہو چکا ہے۔

سائنس اور شریعت کا اس بات پہ اتفاق ہے، کہ فجر 18 ڈگری پہ شروع ہوتا ہے، فلکیاتی سائنس اس عرصہ کو، جس میں سورج زیر افق 18 سے 12 ڈگری کے درمیان ہوتا ہے، ’آسٹرونامیکل ٹوائیلائیٹ‘ کہتا ہے، اس سے پہلے رات ہے، البیرونی نے بھی یہی کہا ہے، تمام علماء کا بھی اس پہ اتفاق ہے مگر اختلاف اس بات پہ ہے کہ یہ فجر کونسا فجر ہے، کاذب یا صادق، ظاہر ہے 18 ڈگری سے پہلے رات ہے، تو رات کے بعد فجر کاذب ہی شروع ہوگا، جو مشتبہ روشنی ہے، اگر بالفرض 18 ڈگری کو صبح صادق تسلیم کیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر صبح کاذب کس وقت شروع ہوتا ہے؟

ماہرین فلکیات کی زبان میں آسٹرونامیکل ٹوائیلائیٹ کا مطلب ہوتا ہے "The first glow after night" [یعنی رات کے بعد پہلی روشنی] شریعت نے رات کے بعد شروع ہونے والی روشنی کو صبح کاذب کہا ہے، اوراگر ہم 18 ڈگری کو صبح صادق تسلیم کرلیں جیسا کہ بعض

علماء کا خیال ہے تو پھر صبح کاذب 18 ڈگری سے کم از کم تین درجے پہلے شروع ہونی چاہیئے یعنی 21 ڈگری پہ، جبکہ ماہرین فلکیات کہتے ہیں کہ 18 ڈگری سے پہلے فضاء روشنی موجود ہی نہیں ہوتی ،تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ 18 ڈگری صبح صادق کیسے ہوا؟ یا 21 ڈگری پہ صبح کاذب کیسے ہوا؟

آیئے اس سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں کہ جب سورج زیرافق 18 درجے پہ پہنچتا ہے، تو کیا اس سے پہلے فضاء میں کوئی روشنی موجود ہوتی ہے یا نہیں؟ اور رات کو جب سورج زیرافق 18 درجے پہ پہنچتا ہے، تو کیا اس کے بعد فضاء میں روشنی موجود ہوتی ہے کہ نہیں؟ اگر 18 درجے پہ صبح صادق شروع ہونے والی بات صحیح ہو، تو پھر 18 درجے سے پہلے صبح کاذب والی روشنی موجود ہونی چاہیئے، اور اگر یہ بات بھی صحیح ہو کہ صبح صادق اور شفق ابیض کا دورانیہ ایک جتنا ہے تو بھی 18 درجے زیرافق کے بعد روشنی موجود ہونی چاہیئے۔

فلکیاتی سائنس میں آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ(Astronomical Twilight) کا صیغہ آسمانی فضاء کی اس حالت کے لیئے استعمال ہوتا ہے، جب سورج زیرافق 18 سے 12 درجے کے درمیان ہوتا ہے، امریکی نیول آبزرویٹری (U.S Naval Observatory) آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ کی وضاحت ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

''صبح کو آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ شروع ہونے سے پہلے، اور شام کو آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ ختم ہونے کے بعد، سورج کی روشنی کا فضاء میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، صبح ٹوائیلائٹ شروع ہونے کے بعد اور شام کو ٹوائیلائٹ ختم ہونے سے پہلے، ایک اچھے خاصے وقفے کے لیئے فضاء اتنا دھندلا ہوتا ہے کہ عملی طور پہ ناقابل ادراک ہوتا ہے''۔

computers\Desktop\Untitled.jpg not found.

اس سے دو باتیں واضح ہوگئی، ایک یہ کہ صبح 18 درجے سے پہلے فضاء میں کوئی روشنی موجود نہیں ہوتی، لہٰذہ یہ وقت صبح کاذب کا ہے صبح صادق کا نہیں، دوسری بات یہ کہ 18 درجے پہ صبح فضاء اتنا دھندلا ہوتا ہے کہ روشنی عملی طور پہ یعنی آنکھ سے محسوس نہیں ہوتی، اس لیئے 18 درجے پہ فجر صادق شروع ہونا ناممکن ہے، کیونکہ شرعی طور پر بھی سفید دھاری کی کالی دھاری سے پہچان (تبین) لازمی ہے، لہٰذہ ضروری ہے کہ روشنی افق پر اتنی پھیلے کہ آنکھ اس کو دیکھ سکے، اسی طرح شام کو 18 درجے کے بعد بھی روشنی موجود نہیں ہوتی، لہٰذہ یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ صبح کاذب اور شفق ابیض کا دورانیہ ایک جتنا ہوتا ہے۔

not found.

ماہرفلکیات جی وی روزن برگ (G.V Rozenberg) آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ کے بارے میں اپنی کتاب (Twilight : A Study In Atmospher Optics) میں لکھتا ہے کہ ''اس عرصے کے دوران (18 ڈگری سے 12 ڈگری کے درمیان) روشنی کی حالتیں رات (کی تاریکی) سے بمشکل متمیز ہوتی ہیں''۔

(www.hizbululama.org.uk)

12 ڈگری سے 6 ڈگری تک کے درمیانی وقت میں روشنی کی حالتوں کو ماہرین فلکیات 'ناٹیکل ٹوائیلائٹ Nautical Twilight' کہتے ہیں، روئل گرین وچ آبزرویٹری (Royal Greenwich Observatory) ناٹیکل ٹوائیلائٹ کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں'' ناٹیکل ٹوائیلائٹ کے شروع اور آخر میں۔۔۔۔افق غیرواضح ہوتا ہے''۔

(RGO Information Sheet No.7/

www.hizbululama.org.uk)

ناٹیکل ٹوائیلائٹ کو یہ نام اس لیئے دیا گیا ہے کہ یہ وہ وقت ہوتا ہے، جس وقت (یعنی 12 سے 6 ڈگری) اندھیرا اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ مصنوعی روشنی کے بغیر آبی جہاز کو بندرگاہ سے دیکھنا مشکل ہوتا ہے، یہ صیغہ اس وجہ سے بھی ایجاد ہوا، کہ جہاز رانوں کو اس بات کا کچھ اندازہ ہو کہ جہاز کو بندرگاہ سے بغیر مصنوعی روشنی کے کس وقت دیکھنا ممکن ہوگا۔ ''ناٹیکل ٹوائیلائٹ کے شروع اور آخر میں۔۔۔افق مبہم ہوتا ہے''۔

(US Naval Observatory/www.hizbululama.org.uk)

رویئل گرین وچ آبزرویٹری (Royal Greenwich Observatory) کے سب سے سینئر ماہر فلکیات ڈاکٹر سٹیوبل نے فروری 1994 میں ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ'' 15 ڈگری اور 18 ڈگری پہ افق نظر آنے کے قابل نہیں ہوتا، بلکہ 12 ڈگری سے نیچے افق معمولی سا نظر آنے کے قابل ہو جاتا ہے''۔

(Dr Steve Bell, RGO/ www.hizbululama.org.uk)

رویئل گرین وچ آبزرویٹری (RGO) شیٹ نمبر 7 میں 'صبح' کی تعریف اس طرح کی گئی ہے''صبح کی کوئی واضح تعریف نہیں ہے، اگر ہم اس کو ان الفاظ میں متعارف کرائے کہ یہ 'پہلی روشنی' ہے تو اس سے مراد زیرافق 18 سے 12 درجے مراد ہوگا، مگر اس کو ہم اس سے زیادہ واضح الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے''۔ (RGO Sheet No.7/www.hizbululama.org.uk)

''جب آفتاب 18 درجہ زیرافق ہوتا ہے، اس وقت آفتاب کی ہر قسم کی روشنی افق سے منقطع ہوتی ہے'' [ڈائریکٹر محکمہ موسمیات، حکومت پاکستان کراچی، خط بنام مولانا احتشام الحق تھانوی صاحبؒ و مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحبؒ] (احسن الفتاویٰ، جلد 2، ص 173)

ثناء یونیورسٹی یمن کے پروفیسر ڈاکٹر عبدالحق سلطان نے اس معاملے (صبح صادق) کے متعلق جامع مطالعہ کیا، اوراس نتیجے پہ پہنچے، کہ صبح صادق کا مناسب وقت 12 ڈگری ہے۔ ''فجر کا وقت ۔یہ ناٹیکل ٹوائیلائٹ کے شروع ہونے پہ نمودار ہوتی ہے، جب سورج زیر افق 12 درجے پہ ہوتا ہے''۔

(Sun's Apparent Motions and Salat Time)

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ فرماتے ہیں ''درحقیقت عرفی دن طلوع شمس سے شروع ہوتا ہے، مگر شریعت نے زمین پر شعاع شمس کے ظہور کو بھی حکماً دن قرار دیا ہے، اور 15 ڈگری زیر افق سے قبل شعاع شمس کا زمین پر قطعاً ظہور نہیں ہوتا، اس لیئے یہ صبح کاذب ہے، جو عرف کے مطابق شرعاً بھی رات میں داخل ہے۔ (احسن الفتاویٰ، جلد 2، ص 180)

مشاہدات

مفتی محمد شفیع صاحبؒ [مفتی اعظم پاکستان وصدر دارالعلوم کراچی] کی سرگردگی میں علماء کی جماعت کے مشاہدات

جون 1970ء میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے سرگردگی میں گیارہ علماء پہ مشتمل جماعت نے ٹنڈو آدم اور کراچی میں صبح صادق کے تعین کے لیئے مشاہدات کئے، ان مشاہدات میں مندرجہ ذیل علماء شریک ہوئے :۔

(۱) مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ (۲) مولانا تقی محی الدین صاحب

(۳) مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحبؒ (۴) مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ

(۵) مولانا محمد رفیع صاحب (۶) مولانا تقی صاحبؒ، دارالعلوم کراچی

(۷) مولانا محمد علی صاحب (۸) جناب کلیم صاحب، لیکچرار شعبہ تاریخ اسلام، کراچی یونیورسٹی

(۹) مولوی عبدالواحد صاحب، مقامی (۱۰) مولوی محمد صدیق صاحب، مقامی

مفتی محمد شفیع صاحبؒ مشاہدات کی روداد اس طرح تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) ٹنڈو آدم کے مشاہدات:

''12 جون، صبح کو تقریباً ۱/۲ 3 بجے میدان میں سب حضرات پہنچ گئے، اس وقت افق مشرق پر کسی قسم کی روشنی نہیں تھی، ٹھیک چار بجے افق پر مخروطی شکل کی طولانی روشنی نمودار ہوئی، جس کو سب نے دیکھ کر صبح کاذب قرار دیا، اور اس کے سترہ منٹ بعد یعنی 4:17 پر صبح صادق واضح طور پر مشاہدہ کی گئی، اس پر سب کا اتفاق رہا، طلوع آفتاب 5:32 پر ہوا'' [صبح کاذب: 04:00، صبح صادق: 04:17، طلوع: 05:32، فرق صبح صادق وطلوع آفتاب: 75 منٹ] (احسن الفتاویٰ، جلد2، ص176)

(۲) ''13 جون، آج کراچی میں کورنگی سوکواٹر قریب مشرقی ساحل سمندر پر جا کر مشاہدہ کی کوشش کی گئی........اتنا سب نے محسوس کیا کہ 04:11 جو وقت صبح صادق قدیم نقشوں میں آج کی تاریخ کا لکھا ہوا ہے، اس وقت کس قسم کی روشنی افق پر نہیں تھی، اس کے بعد وہ روشنی جس کو صبح کاذب کہا جا سکتا ہے شروع ہوئی، پھر اس کے بعد صبح صادق کی معترضاً پھیلنے والی روشنی سامنے آئی'' [دستخط مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مفتی رشید احمد صاحبؒ، مفتی ولی حسن ٹونکی صاحبؒ، مفتی عاشق الٰہی صاحبؒ، مولانا محمد رفیع عثمانی صاحبؒ، مولانا تقی صاحبؒ، مولانا محی الدین صاحبؒ] (احسن الفتاویٰ، جلد2، ص176)

حال ہی میں ایک جماعت نے، جس کی سربراہی شیخ عبدالعزیز فوزان نے کی، سعودی عرب کے شہر ریاض میں پورے ایک سال پہ محیط مشاہدات کئے گئے، جس کے نتائج یہ نکلے کہ صبح صادق 15 ڈگری پہ نمودار ہوتا ہے۔ (صبح صادق اینڈ اٹز سٹارٹنگ ٹائم، از مولانا اے۔زیڈ۔ایم سعید چوہدری، الفقیہ، المحدث، پی۔ایچ۔ڈی، گلاسگور www.hizbululama.org.uk)

1985ء میں امریکی ریاست شکاگو میں ایک ٹیم نے مشاہدات کے نتیجے میں یہ ثابت کیا کہ صبح صادق 15 ڈگری سے 13 ڈگری کے درمیان نمودار ہوتا ہے، جبکہ بافیلو، ٹورنٹو، مونٹریال، سان فرانسسکو، ٹمپ، ہوسٹن، واشنگٹن ڈی سی میں محدود پیانے پہ ہونے والے مشاہدات سے صبح صادق کی تصدیق 15 سے 13 ڈگری پہ ہوئیں، مشرقی آسٹریلیا میں مشاہدات 13/14 ڈگری رہیں۔(فجر اینڈ عشاء ٹائمز اینڈ ٹوائیلائیٹ،ص81)

2005ء میں ڈاکٹر ذکی بن عبدالرحمٰن کی سربراہی میں ماہرین فلکیات وعلماء پہ مشتمل آٹھ رکنی ٹیم نے سال بھر میں ہر مہینے کے دودنوں میں مشاہدات کیں، اورنتائج 15.1 ڈگری سے 14 ڈگری رہیں۔(صبح صادق اینڈ اٹز سٹارٹنگ ٹائم، ازمولانا اے.زیڈ.ایم سعید چوہدری، الفقیہ، المحدث، پی.ایچ.ڈی، گلاسگو، www.hizbululama.org.uk)

1970ء سے لیکر 2005ء تک 35 سال پہ محیط دنیا کے مختلف جگہوں پہ کئے گئے مشاہدات سے یہ ثابت ہوا کہ صبح صادق شروع ہونے کا وقت 15 ڈگری سے 13 ڈگری ہے، یہ 15 ڈگری سے پہلے شروع نہیں ہوتا۔(صبح صادق اینڈ اٹز سٹارٹنگ ٹائم، ازمولانا اے.زیڈ.ایم سعید چوہدری، الفقیہ، المحدث، پی.ایچ.ڈی، گلاسگو، www.hizbululama.org.uk)

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ فرماتے ہیں'' 15 درجے زیرافق کے وقت صبح کی روشنی اوراس کے نیچے افق کی ظلمت کے مقام اتصال پر شمالاً جنوباً سفید اور سیاہ دھاگے کی صورت نظر آتی ہے، مطلع صاف نہ ہوتو اس کا مشاہدہ ذرا اور بھی دیر سے ہوتا ہے'' (احسن الفتاویٰ، جلد2، ص159)

اہل مغرب کے کیئے گیئے تحقیقات کا سرسری جائزہ

بعض مغربی ممالک کے مسلمان باشندوں کو کچھ عرصہ کے لیئے غیر معتدل موسمی حالات کی وجہ سے نماز وسحری کے اوقات کے بارے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خاص کر صبح صادق اور عشاء کے مسلئے پر وہاں کے علماء میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے، جیسے برطانیہ، امریکہ وغیرہ، برطانیہ کے بعض مقامات کے لیئے کچھ علماء کرام نے صبح صادق کا وقت 18 ڈگری مقرر کیا ہے، اس کی ایک وجہ یہ ہے، کہ وہاں پر 15 مئی سے 15 جولائی کے درمیان سورج 18 ڈگری سے نیچے نہیں جاتا اور نہ شفق ابیض غروب ہوتا ہے۔ 1983ء میں ان شہروں کے لیئے ایک فتویٰ دیا گیا، اس فتویٰ کا تھوڑا سا تجزیہ کرتے ہیں، اس لیئے کہ اس فتویٰ کا بالواسطہ تعلق ہمارے ملک پاکستان سے بھی ہے، اور اس کا تجزیہ کرنے سے بہت ساری چیزیں واضح ہو جائیں گی:۔

16 شعبان 1403 ھجری بمطابق 29 مئی 1983 کو بریڈفورد (برطانیہ) کے جامعۂ مسجد میں علماء کا ایک اجتماع ہوا، جسکی صدارت مولانا مفتی محمود صاحبؒ [پاکستان] نے کی، اس اجتماع میں تقریباً 70 علماء اور 100 سے زیادہ مختلف تنظیموں کے مندوبین شریک ہوئے، اس اجتماع کا مقصد جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ ان علاقوں (لندن، برمنگھم وغیرہ) کے لیئے سحور، نماز فجر وعشاء کے اوقات کا تعین کرنا تھا، [یہ آرٹیکل www.central-mosque.com نامی ویب سائٹ پہ موجود ہے]۔

کانفرنس کے اختتام پر پہلا اعلان مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے ان الفاظ میں کیا "(کسی بھی رائے کو) ترجیح دینا مشکل ہے، کیونکہ ہر ایک کے پاس صحیح رائے ہے، کوئی بھی طریقہ جو ایک

بندہ اپناتا ہے اگر قرآن وسنت کے مطابق ہے، اوراسکا دل اس پہ مطمئن ہے تو صحیح ہے (اجازت ہے)'' اس اعلان کے بعد تین علماء (مولانا یعقوب قاسمی، مفتی شبیر اور مفتی مقبول) اکھٹے بیٹھ گئے اوراس نتیجے پہ پہنچے کہ ''صبح صادق کا صحیح وقت 18 ڈگری ہے، 12 ڈگری ناٹیکل ٹوائیلائٹ غلط ہے، اور یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ غیر معتدل دنوں میں 'اقرب الایام' کا طریقہ اپنایا جائے گا''۔ یاد رہے کہ ان علاقوں کے لیئے پہلے سے حزب العلماء [برطانیہ] کا فتویٰ 12 ڈگری زیرافق پہ صبح صادق کا موجود ہے، اس فتویٰ کی اہم بات اس کے لیئے فراہم کئے گئے اساس اور جواز ہیں جن کا براہ راست تعلق ہمارے ملک پاکستان میں مروجہ نماز اور سحر وافطار کے اوقات والے نقشوں اور ٹائم ٹیبلز سے ہے، جن میں صبح صادق کا وقت 18 ڈگری دکھایا جاتا ہے۔

(1) پہلا جواز جو 18 ڈگری کے حق میں دیا گیا وہ مولانا اشرف تھانویؒ کی آخری کتاب 'بوادر النوادر' سے فراہم کیا گیا، اوراس کتاب کے صفحات 431~428 کو بطور ثبوت پیش کیئے گئیں، اس کتاب کے مذکورہ صفحات کا تھوڑا سا تجزیہ کرتے ہیں:۔

(ا) صفحہ 429 پہ لکھا ہے ''صبح صادق اور طلوع شمس میں فرق کم سے کم ماہ فروری و مارچ، دسمبر واکتوبر ایک گھنٹہ 20 منٹ اور زیادہ سے زیادہ بماہ جون شروع جولائی ایک گھنٹہ 37 منٹ ہوتا ہے''۔ لیکن ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ ''من اشرف جنتری لمظہر التھانوی بعد ترمیم المصنف الا الحاشیۃ العربیۃ''۔ یہ حاشیہ دراصل کتاب میں ترمیم کے بعد شامل کیا گیا ہے، اور یہ ترمیم جناب مظہر تھانوی صاحب نے کی ہے، یادرہے کہ یہ کتاب مولانا اشرف تھانویؒ کے وفات کے دو ہفتے قبل شائع ہوئی تھی، ہوسکتا ہے کہ ترمیم بعد میں ہوئی ہو، اوراس کی ایک وجہ ہے وہ یہ کہ ہمیں معلوم ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ؒ صبح صادق کے تعین کے لیئے ایک فارمولا استعمال کرتے تھے 'رات کے سات حصوں والا' [اور یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ یہ فارمولا ہر جگہ اور ہر موسم کے لیئے مناسب نہیں ہے] مگر مظہر تھانوی صاحب نے اس فارمولے کی بجائے فکس ٹائم

شامل کردیا، دوسری بات یہ کہ حضرت تھانوی صاحبؒ 18 ڈگری کو صبح کا ذب مان چکے تھے، ملاحظہ ہو، امدادالاحکام، جلد1،ص416:۔

[مولانا ظفر احمد عثمانیؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں ''میں یہ مسلۂ حضرت (تھانویؒ) کے پاس لے گیا، بلآخر یہ فیصلہ ہوا کہ سورج غروب ہونے اور شفق ابیض کے ختم ہونے کا درمیانی وقت، سورج طلوع ہونے اور صبح کاذب کے درمیانی وقت کے برابر ہوگا یعنی 18 ڈگری پہ''۔ اس فتویٰ کے آخر میں حضرت حکیم الامتؒ نے لکھا ''چونکہ جواب میری شرکت اور مشورے سے لکھا گیا، اس لیئے میں اس کے ساتھ مکمل طور پر متفق ہوں''(2 ذوالحج 1351 ھجری کو دستخط کئے)، حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے اس فیصلے سے یہ ثابت ہوا کہ 18 ڈگری صبح کاذب ہے]

(ب) اس کتاب کے صفحہ نمبر 430 پہ ایک نقشۂ اوقات دیا گیا ہے، اس نقشہ کے اوپر 'نقشہ مظہرہٗ' لکھا ہوا ہے، جسکا مطلب یہ ہے کہ یہ نقشۂ بھی مظہر تھانوی صاحب نے شامل کیا ہے، اس نقشے کے اوقات میں بھی غلطیاں موجود ہیں جیسے یکم جنوری، و دسمبر کے لیئے مثلین کا ٹائم 3 گھنٹے اور 63 منٹ لکھا ہے، اسی طرح 15 جنوری و 26 نومبر کے لیئے مثلین کا ٹائم 3 گھنٹے اور 93 منٹ لکھا ہے جو سمجھ سے بالاتر ہے، اسی طرح یہ نقشہ جن علاقوں کے لیئے موذوں قرار دیا گیا ہے اس میں بھی سیریل نمبر 46 پہ یہ اضافہ کیا گیا ہے['کرنال' اضافہ از مظہر احمد تھانوی مقیم بھوپال محلّہ فتح گڑھ]، اس کے نیچے ایک اور عجیب بات لکھی گئی ہے''اور ان کے علاوہ جس مقام کے متعلق تحقیق کی ضرورت ہو، دوسرے نقشۂ کی تاریخوں کی فہرست کسی ماہر ہیئت کے پاس بھیج کر (چنانچہ ایک ماہر کا پتہ بھوپال کا اوپر میں نے بھی لکھ دیا ہے) دو امر دریافت کرلیں،۔ایک طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان کا فصل دوسرے مثلین وغروب شمس کے درمیان کا فرق''۔ یہ چیزیں ثابت کرتا ہے کہ ترامیم مظہر تھانوی صاحب نے کی ہیں اور مولانا اشرف تھانوی صاحبؒ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس کا ایک اور ثبوت صفحہ نمبر 431 پہ بھی موجود ہے لکھا ہے''از مظہر

احمد مذکور نمبر 5 رسالت الساعات'' یعنی صفحہ نمبر 429 رسالۃ الساعات کے نمبر 5 پہ موجود صبح صادق اور طلوع شمس کا جو فرق دیا گیا ہے یہ مظہر صاحب ہی کا کیا گیا اضافہ ہے۔

(ج) مولانا یعقوب احمد مفتاحی صاحبؒ [جن کا تعلق حزب العلماء، برطانیہ سے ہے] نے بھی اس کتاب پہ اعتراض ان الفاظ میں کیا ہے'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی ''بوادر النوادر'' میں اوقات نماز کا جو نقشہ شائع کیا ہے اور جنتری و نقشہ بنانے کے لیئے جو تعلیم دی وہاں بھی اس کا طریقہ آپ نے ''اندازہ'' سے بتلایا اور پھر اس کے کرنیکا طریقہ بھی بتلا کر یہاں تک فرمایا کہ آفتاب کا طلوع یا غروب، ان میں سے کسی ایک کا وقت معلوم ہو نے سے دوسری نمازوں کے اوقات بھی اندازاً معلوم کئے جا سکتے ہیں، جیسے آپؒ فرماتے ہیں ''ان میں سے ایک کا بھی مشاہدہ ہو جاوے تو دوسرے کا علم 'بدون مشاہدہ' بھی ایک قاعدہ سے معلوم کر سکتے ہیں''، پھر آگے وہ قاعدہ بتلا کر ایک نقشہ بنایا ہے جس میں مہینہ کی ہر ایک تاریخ کے بجائے اس کی صرف دو ہی الگ الگ تاریخوں میں اوقات فجر، طلوع وغروب آفتاب اور مثلین کے اوقات بتلائے ہیں جس کے لیئے یہ لکھا کہ ''بقیہ تواریخ کا وقت بھی منٹوں کے کہیں گھٹانے کہیں بڑھانے سے ''اندازہ'' سے معلوم ہو سکتے ہیں ۔الخ (بوادر النوادر، ص ۴۲۹ اور ۴۳۰)''۔

(2) دوسرے جواز کے طور پہ مفتی محمد شفیعؒ کا صرف نام لکھا گیا ہے اور کچھ نہیں، جبکہ پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ مفتی صاحبؒ نے جون 1970 میں خود مشاہدہ کیا تھا کہ صبح صادق 15 ڈگری کے بعد شروع ہوتی ہے، لہٰذہ مفتی صاحبؒ کا صرف نام لکھنا کافی نہیں ہے، مولانا مفتاحی صاحب نے مفتی صاحبؒ کا نقشوں وجنتریوں پہ عمل کرنے کے متعلق ایک فتویٰ کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں، [مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ایک سوال کے جواب میں جنتریوں پر عمل و جواز کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ'' آفتاب کے طلوع وغروب ظہر وعصر وغیرہ کے اوقات کو'' ہر شخص کا ہر جگہ''

بغیر آلات کے مشاہدہ وادراک کرنا بتلایا ہے''۔مطلب یہ کہ کوئی بھی شخص مشاہدہ سے ڈگریوں والے اوقات کے صحیح یا غلط ہونے کو بغیر آلات رصدیہ کے جانچ سکتا ہے، اس لیئے جنتری پر عمل اس شرط پر جائز ہے کہ مشاہدات سے ڈگری والا وقت غلط ثابت نہ ہو، ورنہ اس پر عمل جائز نہیں ہے]۔

(3) دارالعلوم کراچی کے ایک فتویٰ کو 1983 والے فتویٰ پہ نظر ثانی کے طور پہ جواز بنایا گیا ہے، فتویٰ میں کوئی نئ چیز شامل نہیں کی گئی ہے، مگر عجیب بات یہ ہے کہ دارالعلوم کراچی میں سحری بند کرنے کا وقت 18 ڈگری مقرر ہے، جبکہ اذانِ فجر کا وقت 15 ڈگری کے بعد مقرر ہے، بقول مفتی تقی عثمانی صاحب کے''یہ احتیاط کے طور پہ کیا جا تا ہے، تا کہ ہر دو رائے، 18 ڈگری اور 15 ڈگری پہ عمل کیا جا سکے''۔ اس پہ تھوڑی روشنی ڈالتے ہیں:۔

(۱) صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان کسی مکروہ وقت کا ذکر نہ تو کتاب اللہ میں موجود ہے، نہ صحیح احادیث میں،اور نہ صحابہ کرامؓ اور فقہائے اربعہ سے ثابت ہے بلکہ اصحابہ کرامؓ کے اعمال مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ وہ حضرات کھانے پینے کے فوراًبعد روزہ بند کر کے نماز کی نیت باندھتے تھے، نہ کہ 'احتیاط' کے طور پہ آدھا گھنٹہ پہلے روزہ بند کرتے تھے، ملاحظہ ہو:۔

(۱) حبان بن حارث کا کہنا ہے کہ''حضرت علیؓ کا لشکر جب مقام دیر موسیٰ پر پڑاو ڈالے ہوئے تھا تو میں آپؓ کے پاس آیا، اس وقت آپؓ سحری کھا رہے تھے آپؓ نے مجھ سے فرمایا کہ آؤ کھالو، میں نے عرض کیا کہ میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں (یعنی اب طلوع فجر ہونے والا ہے، اب اگر آپؓ کے ساتھ کھالیا تو میرا روزہ نہیں ہوگا) اس پر آپؓ نے فرمایا کہ میں بھی روزہ رکھنا چاہتا ہوں اور اس کے لیئے سحری کھا رہا ہوں''۔جب سحری سے فارغ ہو گئے، تو مؤذن سے اقامت کے لیئے کہا۔ (موسوعہ فقہ حضرت علیؓ، ص 515،سلسلۂ انسائیکلوپیڈیا نمبر 4، از

ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

(۲) حضرت عامر بن مطرؒ کہتے ہیں، ''میں حضرت ابن مسعودؓ کے گھر آیا، آپؓ ہمارے سامنے باقی ماندہ سحری لے آئے، ہم نے آپؓ کے ساتھ مل کر سحری کھائی، پھر نماز کی اقامت ہوگئی ہم نکلے اور آپؓ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی''۔(موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ص409، سلسلۂ انسائیکلوپیڈیا نمبر5، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

(۳) حضرت براءؓ کہتے ہیں'' میں رمضان کے مہینے میں سحری کھا کر حضرت ابن مسعودؓ کے پاس آیا، آپؓ نے مجھے مشروب دے کر پینے کے لیئے کہا، میں نے بتایا کہ میں سحری سے فارغ ہو چکا ہوں لیکن آپؓ نے مجھے زور دے کر پلا دیا، پھر ہم نکل کر مسجد میں آئے تو لوگ نماز میں مصروف تھے''۔ (موسوعہ فقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ص409،انسائیکلوپیڈیا نمبر5، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

(ب) سحری کی فضیلت میں متعدد احادیث وارد ہیں، مثلاً

(۱) سحری کرو، کیونکہ سحری [کھانے] میں برکت ہوتی ہے۔(بخاری:1923)، (مسلم:1095)

(۲) سحری تناول کرنا ہماری اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق ہے۔ (مسلم:1096)

(۳) بیشک اللہ تعالیٰ سحری کرنے والوں پر رحمت فرماتا ہے،اوراس کے فرشتے ان کے

لیئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل: 11086)

(۴) سحری سراپا برکت ہے اسے ترک نہ کیا کرو۔ (مسند احمد بن حنبل: 11102)

(۵) آپ ﷺ رمضان المبارک میں سحری کے لیئے بلاتے اور ارشاد فرماتے: 'صبح کے مبارک کھانے کے لیئے آؤ'۔ (صحیح ابن حبان: 3465، بیھقی، السنن الکبریٰ: 7905)

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ روزے میں سحری کو بلاشبہ اہم مقام حاصل ہے، سحری کھانے میں برکت ہے اس کو کسی صورت نہیں چھوڑنا چاہیئے، لیکن ہمیں یہ برکت اور ثواب تب ملے گا جب ہم سحری وقت کے اندر اندر کھائیں پیئیں، سحری کا وقت (یعنی جس وقت کے ساتھ ثواب منسلک ہے) صبح کاذب سے صبح صادق کے ظہور تک ہے، لہٰذہ صرف احتیاط کے نام پہ برکت اور ثواب سے اپنے آپ کو اور دوسرے لوگوں کو محروم کرنا کسی طور صحیح نہیں ہے، روحانی فیوض و برکات سے قطع نظر سحری دن میں روزے کی تقویت کا باعث بنتی ہے، روزہ جتنا زیادہ فجر کے نزدیک بند کیا جائے گا اتنی ہی تقویت زیادہ ملے گی، صحابہ کرامؓ کا عمل اس بات کا ثبوت ہے، ملاحظہ ہو:۔

حضرت علیؓ سحری کھانے میں تاخیر کو پسند کرتے تھے، تاکہ روزہ رکھنے کی قوت زیادہ ہو جائے ۔(موسوعہ فقہ حضرت علیؓ، ص 515، سلسلۂ انسائیکلوپیڈیا نمبر 4، از ڈاکٹر رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، ادارہ معارف اسلامی، لاہور)

(ج) روزوں میں اہل کتاب کے ہاں سحری نہیں تھا لیکن رات میں کھانا پینا جائز تھا ہاں البتہ رات کو سونے کے بعد کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے لیکن 'احتیاط' کی وجہ سے حالت اب یہ ہے

کہ یہودیوں کے ہاں روزہ غروب آفتاب کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور اگلے روز رات کے شروع ہونے پر ختم ہوتا ہے، یعنی تقریباً 25 گھنٹے کا روزہ رکھتے ہیں، عیسائیوں نے 'احتیاط' کو لازمی سمجھا اور حالت یہ ہوگئی کہ پروٹسٹنٹ فرقے میں اب روزے کو انسان کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے، اور فرض کی حیثیت باقی نہیں رہی، جبکہ سب سے بڑے فرقے کیھتو لک میں صرف روزے کا تصور باقی رہ گیا ہے، جو روزہ نیند کے ساتھ شروع ہوتا تھا وہ اہل کتاب کے فقہاء کے 'احتیاط' کی وجہ سے اُونگھ پہ شروع ہونے لگی اور بعد میں غروب آفتاب کے ساتھ شروع ہونے لگی، ہندو مذہب کے پنڈتوں نے 'احتیاط' کے طور پہ کل کا روزہ آج دو پہر سے شروع کرنے کو رواج دیا، اب حالت یہ ہے کہ ہندو روزے کو فرض ہی نہیں سمجھتے، جین دھرم میں 'احتیاط' کے پیش نظر روزہ کئی کئی ہفتے جاری رہتا ہے۔

(د) یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ اصل میں صبح صادق کا وقت تو 15 ڈگری کے بعد ہی شروع ہوتا ہے لیکن 'احتیاط' کے طور پہ سحری 18 ڈگری پہ بند کیا جاتا ہے، دراصل یہ احتیاط ایک مشقت بھی ہے اور (سحری کے) ثواب سے محرومی بھی۔

(4) ندوۃ العلماء انڈیا کے ایک فتویٰ کو بنیاد بنایا گیا ہے، یہ فتویٰ عشاء کے وقت کے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں دیا گیا ہے، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کی کتاب 'بوادر النوادر' کو بنیاد بنا کر فتویٰ دیا گیا ہے کہ ''وقت عشاء کے مشاہدے کے نتیجہ میں اسی مقدار کو صبح صادق تسلیم کیا جائے''۔ آگے لکھا گیا ہے کہ ''18 ڈگری کا قول تو محتاط ہے کیوں کہ شفق ابیض 18 ڈگری پر ہی غائب ہوتی ہے (جو احناف کا مختار ہے) لیکن اگر 15 ڈگری پر بھی عمل مجبوراً کیا جائے، تو اس کی گنجائش ہے کہ اس پر شفق احمر غائب ہوتی ہے، یہ امام شافعیؒ وغیرہ کا مختار ہے''۔ اب دو باتیں ہیں ایک یہ کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کی کتاب 'بوادر النوادر' میں کی گئی ترامیم کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے لہٰذہ اس کتاب کو بنیاد بنا کر 18 ڈگری کے

حق میں فتویٰ دینے کو میں صحیح نہیں سمجھتا ہوں، دوسری بات یہ کہ احناف کا مختار شفق ابیض کیسے ہو سکتا ہے، جبکہ صاحبین (امام یوسفؒ وامام محمد الشیبانیؒ) کا فتویٰ شفق احمر پہ ہے، جیسا کہ امام شافعیؒ کا ہے۔ (www.wifaqululama.co.uk)

(5) حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحبؒ کے ایک مفصل فتویٰ کو جواز بنایا گیا ہے، یہ فتویٰ لیسٹر (برطانیہ) کے باشندگان کے ایک خط کے جواب میں تحریر کیا گیا تھا، اس فتویٰ کے بنیادی نقاط مندرجہ ذیل ہیں:۔

(ا) تقسیم ہنداور قیام پاکستان سے پہلے متحدہ ہندوستان میں جو نقشے اوقات صلوٰۃ اور سحر وافطار کے رائج تھے بالاتفاق انہی پر پورے برصغیر میں عمل کیا جارہا تھا، اور پاکستان بننے کے بعد بھی اب تک انہی پر تمام اکابر علماء کا عمل اور فتویٰ جاری ہے۔

(ب) جس کا حاصل یہ ہوا، کہ برصغیر کے تمام علماء محققین 18 درجے زیر افق کے حساب سے بنائے گئے نقشوں کے مطابق عمل کرتے رہے ہیں۔

(ج) فن ہیئت کے ماہرین کے اقوال سے یہی معلوم ہوتا ہے، کہ جتنا وقفہ صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان ہوتا ہے، اتنا ہی وقفہ غروب آفتاب اور غروب شفق ابیض کے مابین ہوتا ہے۔(نوادرالفقہ ، ص233-218)

ان تین نقاط کو بنیاد بنا کر 18 ڈگری کے حق میں یہ فتویٰ شامل کیا گیا ہے، پہلے دو نقاط میں نہ تو کوئی شرعی نقطہ شامل ہے، نہ سائنسی اور نہ مشاہداتی۔ پہلے دو نقاط سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ 18 ڈگری کے حق میں فتاویٰ اس لیئے بھی دیئے جاتے ہیں کیونکہ اس خطے میں کافی عرصہ سے پرانے نقشوں پہ عمل ہو رہا ہے، البتہ تیسرا نقطہ وہ بنیادی نقطہ ہے، جسکو وہ علماء دلیل کے طور

یہ پیش کرتے ہیں جو 18 ڈگری کے حق میں ہیں۔اس نقطۂ کے متعلق پہلے یہ بتایا جاچکا ہے، کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ نے یہ بات تسلیم کی تھی، کہ سورج غروب ہونے اور شفق ابیض کے ختم ہونے کا درمیانی وقت، سورج طلوع ہونے اور صبح کاذب کے درمیانی وقت کے برابر ہوگا یعنی 18 ڈگری،(ملاحظہٗ ہو، امدادالاحکام، جلد1،ص416) اور فیصلہ یہ ہوا تھا کہ 18 ڈگری صبح کاذب ہے،اس نقطہ کو سمجھنے کے لیئے سائنس کا سہارا لیتے ہیں، نیچے ایک چارٹ بنا ہے جو www.timeanddate.com ویب سائٹ سے لیا گیا ہے،اس چارٹ کے اعدادوشمار 3 جون 2017 صوابی، صوبہ خیبر پختونخوا کے لیئے ہیں:۔

	Night	00:00	03:16
18°	Astronomical Twilight	03:16	03:54
12°	Nautical Twilight	03:54	04:30
6°	Civil Twilight	04:30	04:59
	Day Light	04:59	19:17
6°	Civil Twilight	19:17	19:46
12°	Nautical Twilight	19:46	20:21
18°	Astronomical Twilight	20:21	21:00
	Night	21:00	23:59

اس چارٹ کو غور سے پڑھیں، اس کے مطابق رات کا ٹائم 03:16 پہ ختم ہوا ہے، یہ وہ ٹائم ہے جب سورج زیرافق 18 ڈگری پہ پہنچتا ہے، اس کے بعد روشنی کی جو بالواسطہ حالت

شروع ہوتی ہے، اس کو فلکیاتی سائنس کی زبان میں آسٹرو نامیکل ٹوائیلائٹ کہا جاتا ہے، اور روشنی کی یہ حالت 03:54 تک جاری رہتی ہے، روشنی کی اس حالت کے دوران سورج 6 ڈگری کا فاصلہ طے کرتا ہے، اور زیرافق 12 ڈگری پہ پہنچ جاتا ہے، یہاں سے روشنی کی ایک اور بالواسطہ حالت شروع ہوتی ہے، جس کو فلکیاتی زبان میں ناٹیکل ٹوائیلائٹ کہا جاتا ہے، یہ حالت 04:30 پہ ختم ہو جاتا ہے، یعنی سورج زیرافق مزید 6 ڈگری کا فاصلہ طے کر لیتا ہے، اور 6 ڈگری پہ پہنچتا ہے، یہاں سے ایک اور مرحلہ شروع ہوتا ہے، جس کو سول ٹوائیلائٹ کہا جاتا ہے، اسی طرح سورج زیرافق مزید 6 ڈگری کا فاصلہ طے کر کے 04:59 پہ طلوع ہو جاتا ہے، شام کو 19:46 پہ دن کا ٹائم ختم ہو جاتا ہے، سورج غروب ہونے کے بعد الٹے ترتیب سے دوبارہ وہی روشنی کی بلواسطہ حالتیں شروع ہو جاتی ہیں یعنی پہلے سول ٹوائیلائٹ، اسکے بعد ناٹیکل ٹوائیلائٹ اور آخر میں آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ، 21:00 بجے پر رات شروع ہو جاتی ہے۔

اس چارٹ سے یہ واضح ہو جاتا ہے، کہ صبح کاذب اور سورج طلوع ہونے کے درمیان روشنی کے تین مراحل (Phases) ہوتے ہیں، ہر مرحلہ 6 ڈگریوں پہ مشتمل ہوتا ہے، اسی طرح سورج غروب ہونے اور رات شروع ہونے کے درمیان بھی وہی تین مراحل رونما ہوتے ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ صبح جو مرحلہ آخری ہوتا ہے، شام کو وہ پہلے شروع ہوتا ہے، اور صبح جو مرحلہ پہلے شروع ہوتا ہے، شام کو وہ آخری ہوتا ہے، شریعت نے روشنی کے دو اقسام / مراحل بتائیں ہیں، ایک صبح کاذب اور دوسرا صبح صادق (صبح صادق کے بھی مزید دو مراحل ہوتے ہیں یعنی سفید روشنی کا نمودار ہونا اور پھیلنا)، اسی طرح شام کو بھی روشنی کے دو مراحل ہوتے ہیں یعنی شفق احمر اور شفق ابیض۔ یاد رہے کہ آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ اور سورج طلوع ہونے کا درمیانی وقت اور سورج غروب ہونے اور شفق ابیض کے ختم ہونے کا درمیانی وقت برابر ہوتا ہے، اب جو حضرات صبح صادق کو 18 ڈگری پہ مانتے ہیں، وہ عشاء کو بھی 18 ڈگری پہ مانتے ہیں یعنی شفق ابیض کے خاتمے پر، اور جو حضرات صبح صادق کو 15 سے 12 ڈگری کے درمیان مانتے ہیں، وہ عشاء کو

بھی 12 سے 15 ڈگری کے درمیان مانتے ہیں یعنی شفق احمر کے ختم ہونے پہ۔ دوسرے الفاظ میں،ہم یوں کہہ سکتے ہیں، کہ شفق ابیض صبح کاذب کا متبادل ہے، اور شفق احمر صبح صادق کا، (شفق ابیض = شام کا آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ، صبح کاذب= صبح کا آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ، شفق احمر= شام کا ناٹیکل ٹوائیلائٹ، صبح صادق= صبح کا ناٹیکل ٹوائیلائٹ)

(6) مولانا مفتی تقی عثمانی صاحبؒ کے ایک خط، جوانھوں نے مولانا حنیف صاحب کے ای میل کے جواب میں تحریر فرمایا تھا کو بھی جواز بنایا گیا ہے، اس خط میں مفتی تقی عثمانی صاحبؒ نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ 'دارالعلوم کراچی کے علماء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ صبح صادق 18 ڈگری پہ شروع ہوتا ہے'۔ آگے لکھتے ہیں کہ' رمضان المبارک میں دارالعلوم کا دستور یہ ہے کہ سحری 18 ڈگری پہ بند کی جاتی ہے جبکہ فجر کی اذان 15 ڈگری کے بعد دی جاتی ہے، اور یہ صرف 'احتیاط' کے طور پہ کیا جاتا ہے، عجیب صورت حال ہے، آج کل کے دور میں صرف یہ کہنا کسی طور پہ قابل قبول نہیں ہوسکتا کہ 'ہمارے علماء کا نقطۂ نظر یہ ہے' جب تک کہ پورے دلائل (چاہے شرعی ہوں، سائنسی ہوں یا مشاہداتی ہوں) نہ دیئے جائیں، اور پھر دوسروں کے لیئے بھی یہ صحیح نہیں ہے، کہ کسی ایسے خط یا فتویٰ کو جواز بنا کر ایک اور فتویٰ جاری کیا جائے۔

(7) ایک اور جواز ایک کتاب کو بنایا گیا ہے جسکا نام 'فہم الفلکیات' ہے، جو سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب کی تصنیف ہے، اس کتاب کو نہ صرف لندن والے فتویٰ کے لیئے جواز بنایا گیا ہے، بلکہ ہمارے علماء کرام بھی اس کتاب کو دلیل کے طور پہ پیش کرتے ہیں، اس کتاب کا تھوڑا سا تجزیہ کرتے ہیں:۔

(ا) اس کتاب کی تقریظ میں مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحبؒ لکھتے ہیں ''میں انتہائی شوق کے باوجود اس کتاب کے مسودے یا کمپوز شدہ پروف کا، جو اس وقت میرے سامنے موجود

ہے، مطالعہ تو نہیں کر سکا، جستہ جستہ نظر ڈالی ہے''۔ آ گے لکھتے ہیں'' موصوف نے اس موضوع کا حق ادا کیا ہوگا، اور انشاءاللہ یہ کتاب دینی مدارس کے علماء اور طلبہ کے لیئے مفید ثابت ہوگی، اور اس قابل ہوگی کہ اسے باضابطۂ داخل نصاب کیا جا سکئے''۔ اُصولاً کسی بھی تعلیمی ادارے کے نصاب میں صرف ان کتابوں کو داخلِ نصاب کیا جاتا ہے، جو باقاعدہ طور پہ ماہرین اساتذہ پہ مشتمل نصابی بورڈ سے تصدیق شدہ ہو۔لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ کتاب پڑھا ہی نہیں گیا اور طلبہ کے لیئے مفید قرار دیا جا رہا ہے، اور داخل نصاب کیا جا رہا ہے۔

(ب) اس کتاب کے صفحہ نمبر 122 اور 123 پہ مصنف رقم طراز ہے'' راقم نے تقریباً ایک مہینہ صبح صادق کے مشاہدات کئے۔جس میں ہفتہ دس دن کے مشاہدات کے بعد یہ واضح ہوا کہ 18 درجے کی تحقیق صحیح ہے، اور 15 درجے کی تحقیق ایک فنی سہو کی بناء پر ہے''۔اور'' چونکہ شفق ابیض کا شفق احمر سے پہلے غائب ہوجانا محال ہے، اس لیئے یوں سمجھا جائے گا کہ شفق ابیض کے لیئے پندرہ درجے زیر افق کا اُصول بنانے میں سہو ہوا ہے، اور چونکہ صبح صادق اور شفق ابیض کا اُصول ایک ہی ہوتا ہے اس لیئے اس پر بھی یہی بات منطبق ہوگی''۔ مصنف نے بڑے کمالِ مہارت کے ساتھ ایک نظریۂ قارئین کے اوپر مسلط کرنے کی کوشش کی ہے، مصنف جس فنی سہو کی بات کر رہا ہے، یہ پندرہ درجے والی تحقیق صرف مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی نہیں ہے، بلکہ اس میں اکابر اصحاب کرامؓ اور آئمہ کرام شامل ہیں جن سے بقول مصنف کے 'سہو' ہوا ہے، اور دوسری بات یہ کہ صبح صادق اور شفق ابیض کا اصول ایک نہیں بلکہ صبح کاذب اور شفق ابیض کا اصول ایک ہے۔

فرد واحد مشاہدہ کر رہا ہے اور وہ بھی صرف ایک مہینے کا مشاہدہ، اور اس کے بات کو تسلیم کیا جا رہا ہے نہ کوئی نگران، نہ تصدیق، نہ گواہ، (No Check & Balance) پھر بھی اس بات کو پذیرائی مل رہی ہے اور کتاب کو داخل نصاب مدرسہ کیا گیا، جبکہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ حضرت

عبداللہ ابن عمرؓ نے ایک بندے کے گواہی پہ سحری بند نہیں کی تھی، اسلام میں تحقیق مثبت جذبوں اور حسین قدروں جیسے سچائی، دیانتداری، محنت، لگن اور متانت وسنجیدگی سے جلا پاتی ہے۔

تحقیقی اصولوں میں معلومات اور واقعات وروایات کی جانچ پڑتال بڑی اہمیت رکھتی ہے، عہد صحابہؓ میں روایات کی مکمل چھان بین اور جانچ پڑتال کی جاتی تھیں، شیخین (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) کے متعلق مروی ہے کہ انھوں نے حدیث کو قبول کرنے کے لیئے دو راوی کا ہونا ضروری قرار دے رکھا تھا۔ (اسلامی اصول تحقیق از پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی، ص163)

(ج) صفحہ 123 پہ لکھا ہے ''حضرت مفتی رشید احمد مدظلہ نے اگر چہ احسن الفتاوٰی جلد دوئم میں اپنے صبح صادق کی کتاب میں اس زیادہ روشنی کے بارے میں بہت اچھے دلائل دیئے ہیں ،لیکن راقم کے دلائل صرف دو ہیں لیکن وہ دونوں بہت وزنی ہیں''۔ یہ بات یاد رہے کہ مصنف نے اپنے کتاب لکھنے میں بہت زیادہ استفادہ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحبؒ کے کتابوں سے کیا ہے، لیکن اس کے باوجود موصوف مفتی صاحبؒ کے دلائل کو سہو پہ محمول کرتا ہے، مصنف ایک طرف یہ بھی مان رہا ہے، کہ مفتی صاحبؒ کے دلائل بہت اچھے ہیں، مگر ساتھ یہ کہا جا رہا ہے کہ میرے دلائل، ہیں تو صرف دو ہی، مگر بہت وزنی ہے، یہ فیصلہ کس نے کرنا ہے، کہ کن کے دلائل وزنی ہیں، اور کن سے سہو ہوا ہے، ظاہر ہے قاری نے، وہ دیکھے گا کہ کونسے دلائل شریعت، سائنس، مشاہدات اور اکابر صحابہؓ کے اقوال وافعال کے مطابق ہیں، اور کونسے دلائل اپنے ذاتی خواہشات کے عکاس ہیں، مصنف دراصل اپنے قارئین کا ذہن اس بات کے لیئے تیار کر رہا ہے کہ چنداں کسی اور کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، نہ خود مشاہدات کرنے کی ضرورت ہے، چونکہ میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے کرلیں ہیں، بس وہ کافی ہیں، اور نہ اکابر صحابہ کرامؓ و اسلاف کے تعلیمات پہ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

(د) آگے اپنے انہی دو دلائل کا ذکر کرتے ہوئے مصنف صاحب نے ایک انتہائی خطرناک بات لکھی ہے''پہلی دلیل یہ ہے کہ مفسرین، محدثین اور فقہاء اپنے اپنے الفاظ میں اس بات پر متفق ہیں، کہ صبح کاذب کی اونچائی اس کے افق پر پھیلاؤ سے زیادہ ہوتی ہے، حالانکہ راقم نے اپنے مشاہدات میں 18 درجے کے مطابق جو روشنی نمودار ہوتی دیکھی ہے، اس میں اس کا برعکس مشاہدہ کیا ہے''۔ واہ کیا بات ہے اور کیا مشاہدہ ہے، کہ ایک مہینے کے مشاہدے کے نتیجے میں پچھلے چودہ سوسال پہ محیط تمام مفسرین ومحدثین اور فقہائے کرام کے اقوال وافعال کو لات مار دی گئی، مطلب یہ کہ وہ سارے حضرات غلط تھے، اور میرا کام ومشاہدہ صحیح و برحق ہے''نعوذ باللہ''، صحابہ کرامؓ اور فقہاءؒ کے اقوال اور افعال کو لات مار کر رد کرنا گستاخی ہے، اور گستاخی کرنے والا اپنے اسلاف کی اتباع سے نکل جاتا ہے، جو بہت ہی خطرناک بات ہے، قرآن کریم میں صحابہ کرامؓ کے اتباع کا حکم ہے [والذین اتبعوھم باحسان: 9/100]، اور حدیث شریف ہے [خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ....ثم ان بعدکم قوما یشھدون ولا یشھدون، ویضونون ولا یوءتمنون، وینذرون ولا یفون، ویظھر فیھم السمن : میری امت کا سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے، پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے....تمھارے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو بغیر کہے گواہی دینے کے لیئے تیار ہو جایا کرے گی اور ان میں خیانت اور چوری اتنی عام ہو جائے گی کہ ان پر کسی قسم کا بھروسہ باقی نہیں رہے گا اور نذریں مانیں گے لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے (حرام مال کھا کھا کر) ان پر مٹاپا عام ہو جائے گا: بخاری: 3650]، یہ حدیث مختلف کتابوں میں الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ موجود ہے، مفہوم اس کا یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے بعد جھوٹ اور منافقت کا دور دورہ ہوگا، اللہ ہمیں اس شر سے بچائیں [آمین]

تحقیقی کام کرنے والوں کے لیئے اسلام نے جو اصول مرتب کیئے ہیں ان میں سے ایک اصول کا ذکر 'اسلامی اصول تحقیق' نامی کتاب میں ان الفاظ میں ہوئی ہے''تحقیقی کام کرنے

والے کے لیئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مطالعہ میں آنے والی بات کا دل ودماغ کی گہرائی سے مشاہدہ کرے، متقدمین کے نظریات کے سامنے آنکھوں پر پٹی نہ باندھے، بلکہ ان پر غور وفکر کرے اوران کے مندرجات کا تجزیہ کرے'' (اسلامی اصول تحقیق از پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی، ص172)

لیکن یہاں یہ مصنف صاحب اپنے متقدمین کو خاطر میں لائے بغیر اعلان فرما رہا ہے کہ میرے صرف ایک مہینے پہ محیط مشاہدات صحیح ہیں باقی سب غلط، اس سے بھی بڑی عجیب بات یہ ہے کہ اس قسم کی کتاب کو ہمارے علماء کرام نے داخل نصاب مدرسہ کردیا، اور بہت ہی سراہا گیا، سوال یہ ہے کہ انھوں نے یہ کیسے گوارا کرلیا کہ کوئی بندہ ایک ہی جنبش قلم سے اسلاف کے مذہب اوررائے کو غلط قرار دے، کہ وہ سارے بزرگ غلط اور یہ ایک نام نہاد محقق صحیح ہے۔ظاہر ہے اگر بغیر تحقیق کے ایک کتاب کو سراہا جائے گا،اور داخل نصاب کیا جائے گا، تو پھر اس کو ماننے اورعمل کرنے میں کون سی رکاوٹ باقی رہتی ہے، علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں:

ہند میں حکمت دین کوئی کہاں سے سیکھے
نہ کہیں لذت کردار، نہ افکار عمیق
حلقۂ شوق میں وہ جرأت اندیشہ کہاں
آہ محکومی و تقلید و زوال تحقیق

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا..... بلاشبہ، نماز مسلمانوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے'' (4/103)

نماز کے اوقات متعین ہیں اس لیئے شریعت اسلامی میں اوقات نماز کا موضوع ہمیشہ موجود رہا ہے، نماز کے فرائض (جن کو شرائط نماز بھی کہا جاتا ہے) میں 'وقت کا ہونا' بھی شامل ہے، لہٰذہ

جس طرح نماز کے لیئے وقت ہونا فرض ہے اسی طرح 'وقت نماز' کا جاننا بھی فرض ہے، پھر نماز پڑھانے والے کے لیئے تو از حد ضروری ہے کہ وہ اوقات نماز کو خوب جاننے والا ہو، لہٰذہ مدرسہ کے طالب علم کے ہاتھ میں ایسی کتاب ہونی چاہیئے جو تحقیق کے نام پہ اس بچارے کو سیدھے راستے سے نہ بھٹکائے۔

(ہ) مصنف کے مذکورہ دو وزنی دلائل میں سے ایک دلیل صبح اور شام کی روشنی کے بارے میں ہے، لکھتے ہیں ''جس کا مشاہدہ صرف وہی آنکھیں کر سکتی ہیں، جو ایسے مشاہدات سے مانوس ہوں، ورنہ عام آنکھیں اس سے محروم ہوتی ہیں'' اور یہ کہ ''جن کی آنکھیں اس سے مانوس نہ ہوں، وہ اس کو پندرہ درجہ پر سمجھتے ہیں کیونکہ اس وقت روشنی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ہر ایک کو نظر آتی ہے''، یہ تو تھے مصنف کے وزنی دلائل، قرآن کیا کہتا ہے ''وکلوا واشربوا حتٰی یتبین لکم (2/187)'' اس آیت مبارکہ میں ایک تو شرط لگادی گئی 'یتبین' کی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، دوسرا لفظ ساتھ 'لکم' کا آیا ہے، جو کثیر کے لیئے استعمال ہوتا ہے یعنی نصف سے زیادہ جو کم از کم ۲/۳ سے زیادہ ہو، اس لیئے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے دو میں سے ایک بندے کے مشاہدے پر طلوع فجر کا اعتبار نہیں کیا ہے، کیونکہ وہ نصف کے حکم میں آتے ہیں اور 'لکم' نصف اور ۲/۳ سے زیادہ کی تعداد کے لیئے استعمال ہوتا ہے، آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے اکثریت کو روشنی کی پہچان ہو جائے تو تب تک کھاؤ اور پیؤ۔

مصنف صاحب کہتا ہے کہ [جس روشنی کا مشاہدہ میں نے کیا ہے، اس کا مشاہدہ عام آنکھیں نہیں کر سکتی]، جب عام آنکھیں اس سے محروم رہتی ہیں، تو پھر آیت کی رو سے یہ صبح صادق کیسے ہوا؟ ظاہر ہے جب روشنی اتنی زیادہ ہوگی کہ زیادہ لوگوں کو پہچان ہوگی، تو وہ صبح صادق تسلیم کی جائے گی، چاہے اس وقت سورج زیر افق پندرہ درجے پہ ہو یا بارہ درجے پہ۔ لیکن یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ صبح صادق 18 درجے پہ ناممکن ہے، مفتی رشید احمد لدھیانویؒ فرماتے ہیں''

تحقیق مذکورہ پر یہ اشکال پیش کیا جاتا ہے، کہ اس وقت افق اتنا روشن ہو جاتا ہے، کہ ہر دیکھنے والا اسے دن سمجھتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اسی لیئے تو اس کو صبح صادق کہا جاتا ہے، جس کو شریعت نے دن کے حکم میں قرار دیا ہے، اور اگر یہ مطلب ہے کہ اس وقت سے قبل ہی روشنی تیز ہو جاتی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ روشنی میں کمی وبیشی امر نسبی ہے، شریعت نے اس کا اعتبار نہیں کیا، خوب سمجھ لیں کہ شرعاً صبح صادق کا مدار روشنی کی زیادتی پر نہیں بلکہ اس کے طول وعرض پر ہے، روشنی خواہ کتنی ہی زیادہ ہو جائے مگر جب تک اس کے طول سے عرض زیادہ نہ ہوگا یہ صبح کاذب ہے، اگر صبح کاذب کو دن سمجھنے کی غلطی عام نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم [تمہیں فجر مستطیل دھوکہ نہ دے] ارشاد نہ فرماتے'' (احسن الفتاویٰ، جلد2،ص161)

بصری تحقیق کرنے کا طریقہ کار کیا ہونا چاہئے؟ ابن الہیثم کہتا ہے،''علم بصریات کے مسائل کی تحقیق طبیعاتی وریاضیاتی دونوں کے مجموعی مطالعہ سے ہوتی ہے'' وہ کہتا ہے کہ ہم زیر تحقیق مسلئے کے بارے میں موجودات کے استقراء سے یعنی اس مسلۂ کی بہت سے صورتوں کو لے کر اور اشیاء مرئیہ کے حالات کی چھان بین سے اور مسلئے کی جزئیات کے خواص میں امتیاز کر کے اپنی تحقیق کا آغاز کریں گے، اور استقراء کے ذریعہ ہم رویئت کے ان خواص کو جو عمل رویئت کے دوران نگاہ کے ساتھ مخصوص ہوں اور ان امور کو جو مستقل وغیرہ متغیر ہوں اور ان امور کو جو واضح ہوں اور دوران رویئت مشتبہ نہ ہوں جمع کر لیں گے پھر ان حالات ومعلومات کی ترتیب اور درجہ بندی کر کے قیاس کے ذریعہ اس طرح آگے بڑھیں گے کہ ابتدائی مراحل پر تنقید اور نتائج میں غلطی سے تحفظ ہو۔ (اسلامی اصول تحقیق از پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی، ص32-31)

(و) صفحہ نمبر 125 پہ مصنف صاحب رقم طراز ہے''اس میں صرف حضرت مفتی رشید احمد دامت برکاتہم کو غلط فہمی نہیں ہوئی، بلکہ اس سے پہلے بھی علماء کو یہ غلط فہمی ہو چکی ہے'' یہ بھی وہی بات ہے کہ باقی سارے علماء وفقہاء غلطی پہ ہیں، اور صرف مصنف کی رائے اور مشاہدہ صحیح

ہے، سبحان اللہ

(ز) آگے لکھتا ہے ''پس اب محققین میں دو گروہ بن سکتے ہیں، ایک وہ گروہ ہے، جس نے صرف چند دن مشاہدہ کر کے اس سے نتیجہ اخذ کرلیا اور دوسرا گروہ وہ ہے جنہوں نے مسلسل مشاہدات کر کے بہتر نتیجہ اخذ کرلیا''۔ خود سے ہی مفروضہ بنایا جا رہا ہے، خود ہی اس کا نتیجہ نکالا جا رہا ہے، اور خود ہی یہ فیصلہ کیا جا رہا ہے کہ ''دوسرے گروہ کی بات کو تسلیم کرلیا جائے کیونکہ وہ حقیقت کے زیادہ قریب ہے''۔

مشہور مسلم سائنسدان ابن الہیثم کے نزدیک تجربات و مشاہدات اور تحقیق کے دوسرے مراحل سے گزرنے کے بعد بھی کسی حقیقت کا منکشف ہو جانا یقینی نہیں ہوتا بلکہ متوقع ہوتا ہے، انسانی حواس اور عقل کی حدود کو ملحوظ رکھتے ہوئے ابن الہیثم سائنسی تحقیقات و نظریات میں غلطی کے امکان کو تسلیم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے جو کہ علم و ہدایت کا منبع ہے، مدد کا خواستگار ہے، چنانچہ اس نے کہا ہے ''اور اس پوری تحقیق و تلاش کے باوجود طبیعت انسانی کی بشری کمزوریوں سے ہم بری نہیں ہیں لیکن ہم بقدر قوت انسانی جد و جہد کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے جملہ اُمور میں مدد کے خواستگار ہیں''۔ (اسلامی اصول تحقیق از پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی، ص26)

(ح) اپنی کتاب میں مصنف صاحب نے رویت ہلال کے بارے میں دو مکتبہ فکر کے درمیان پائی جانے والی نزاع کا تفصیلی ذکر کیا ہے، موصوف کا تعلق چونکہ رویئت ہلال کمیٹی سے رہا ہے، اور رویئت ہلال کمیٹی کا تعلق دوسرے مکتبہ فکر سے ہے، لہٰذہ موصوف نے مخالف مکتبہ فکر کے نقطہ نظر کو انتہائی گھٹیا طریقے سے پیش کیا ہے، جبکہ ہم مسلک مکتبہ فکر کے نقطۂ نظر کو انتہائی تفصیل کے ساتھ اور سائنسی نقطۂ نظر کے مطابق پیش کیا ہے، یہ سراسر زیادتی ہے، کوئی بھی پڑھنے والا محسوس کرسکتا ہے کہ موصوف نے مخالف مکتبہ فکر کو 'تنگ نظر اور حقیقی دنیا سے دور' ثابت کیا ہے،

جبکہ حقیقت یہ ہے، کہ رویئت ہلال کمیٹی اور ہم خیال مکتبہ فکر کے کیئے گئے بیشتر فیصلے آج تک غلط ثابت ہوئے ہیں، نہ صرف شرعی طور پہ، بلکہ سائنسی طور پر بھی غلط ثابت ہوئے ہیں، لہٰذہ ایسا مصنف جو اپنے آپ کو محقق سمجھتا ہو، اپنے آپ کو صحیح، دوسروں کو غلط ثابت کرتا ہوں، صحابہؓ، مفسرین ومحدثینؒ کو بھی نہ بخشتا ہو، کے برائے نام تحقیق کو بنیاد بنا کر یہ فیصلہ کرنا کہ 18 درجے والا مؤقف صحیح ہے، اور پھر اس تحقیق کو فتویٰ کے لیئے جواز بنانا ظلم ہے۔

ایک اہل تشیع عالم (سکالر) کی تحقیق

اس رسالہ میں ہم نے علماء مغرب کے کیئے گئے تحقیق سے استفادہ کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں اکثر و بیشتر نزدیکی مسجد کے اذان کے بعد اذان دینے کا رواج ہے، جب ایک قصبہ یا شہر میں اذان دینا شروع ہو جائے، تو فوراً ہی اس قصبے یا شہر کے تمام مساجد میں بیک وقت اذانیں شروع ہو جاتیں ہیں، جبکہ مغرب میں چونکہ مساجد متصل نہیں ہیں، بلکہ کسی ایک علاقے میں بمشکل ایک مسجد ہوتی ہے، اس وجہ سے ہر مسجد میں اذان ونماز کے لیئے ٹائم ٹیبلز خود مسجد انتظامیہ تحقیق کرنے کے بعد بناتی ہیں، خاص کر برطانیہ کے رہنے والے مسلمانوں کے مختلف تنظیموں نے اس پہ بڑا کام کیا ہے، جن میں حزب العلماء (برطانیہ)، اور وفاق العلماء (برطانیہ) قابل ذکر ہیں۔

ہمارے ہاں مروجہ نقشے 18 ڈگری زیر افق کے مطابق بنائے گئیں ہیں، اور اسی کے مطابق اس پہ عمل ہوتا ہے، جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ 18 ڈگری صبح کاذب ہے، نہ کہ صبح صادق، لیکن اس معاملے میں اہل تشیع (فقۂ جعفریہ) حضرات 18 ڈگری کو صبح صادق ماننے والے حضرات سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں، ان کے نقشے اور ٹائم ٹیبلز 18 ڈگری کے حساب سے بنائے گئے نقشوں کو دیکھ کر ہی ترتیب دیئے گئے ہیں، اور تقریباً دس پندرہ منٹ فرق کے ساتھ اس پر بھی

بے دھڑک عمل جاری وساری ہے، اہل تشیع حضرات 18 ڈگری کے ٹائم سے دس پندرہ منٹ پہلے روزہ بند کرتے ہیں اور اسی طرح دس پندرہ منٹ پہلے نماز پڑھتے ہیں یعنی 21 ڈگری پہ۔ اس مکالے میں صبح صادق کے تعین کے سلسلے میں ایک شیعہ سکالر (عالم دین) کے صبح صادق کے بارے میں لکھے گئے ایک تحقیقی آرٹیکل کے چیدہ چیدہ نقاط شامل کرتے ہیں، تاکہ ان کے تحقیق سے بھی استفادہ کیا جا سکے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ صاحب بھی مغرب میں رہائش پذیر ہے، محقق کا نام 'سید محمد رضوی صاحب' ہے، اوران کا تعلق انڈیا کے صوبے بہار سے ہے، لیکن تعلیم باہر ملکوں سے حاصل کی ہے، جن میں افریقہ، تنزانیہ، ایران، اور برٹش کولمبیا شامل ہیں، آپ کا یہ آرٹیکل www.al-islam.org نامی ویب سائٹ پہ موجود ہے، ان کے تحقیق کے چیدہ چیدہ نقاط مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) قاری کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمانوں میں اس حقیقت کے متعلق کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا، کہ نماز فجر اور روزہ شروع کرنے کا وقت صبح صادق ہے، اور نہ ہی علماء اہل تشیع کے درمیان صبح صادق اور صبح کاذب کی کلاسیکل تعریف کے متعلق کوئی اختلاف موجود ہے، کلاسیکل سے میرا مراد وہ تعریف ہے، جس کی بنیاد اہل بیت کے اماموں سے مروی احادیث ہیں۔

(۲) عصر حاضر کے تمام علماء صبح کاذب اور صبح صادق کے اس تعریف پہ متفق ہیں، اختلاف صرف 'طریقہ اور وضاحت' میں ہے جیسا کہ آیت اللہ الخوئی لکھتا ہے، ''صبح صادق وہ روشنی ہے، جو افقی طور پہ افق پر پھیلے، اور جس کا ظہور اور واضح ہونا بڑھتا رہتا ہو، اس سے پہلے صبح کاذب ہوتا ہے، وہ روشنی جو افق پہ عمودی ظاہر ہو، جو آسمان کی طرف ایک ستون کی مانند اُٹھے، اور جس میں کمی اور کمزوری واقع ہو، یہاں تک کہ غائب ہو جائے'' (منہاج الصالحین، جلد ا، ص 132)

(۳) **[صبح کاذب میں کمی اور کمزوری واقع ہو جائے، یہاں تک کہ غائب ہو جائے]** کی وضاحت ضروری ہے، اس کی بظاہر مطلب یہ ہے کہ صبح کاذب کے بعد افق پر اندھیرا چھا جاتا ہے، اور تب ایک نئی روشنی ظاہر ہوتی ہے، جس کو صبح صادق کہا جاتا ہے۔

(۴) [غائب ہو جانے] سے میرا مطلب یہ ہے، کہ صبح صادق کے وقت جب روشنی افقی طور پر پھیلنے لگتی ہے، تو ''ستون'' ناقابل شناخت بن جاتا ہے، اور وسیع روشنی میں ضم ہو جاتا ہے، پس ''کمزور اور غائب ہونے'' کا تعلق ''ستون'' سے ہے، بذات خود صبح کاذب سے نہیں ہے۔

(۵) فجر کے شرعی تعریف میں اختلاف نہیں ہے، بلکہ اختلاف، صبح کے خاص وقت میں، ظہور صبح صادق کو عملی جامہ پہنانے میں ہے۔

(۶) جیسا کہ آیت اللہ الخوئی فرماتے ہیں'' مسلمانوں میں اس بات پہ کوئی اختلاف نہیں ہے، کہ نماز فجر کا شروع وقت صبح صادق ہے، البتہ اختلاف اس 'دورانیہ' (ٹائم فریم) پہ موجود ہے، جس میں یہ عملی جامہ پہنتا ہے'' (تحریر العروۃ الوثقٰی، جلد۱، ص128)

(۷) فقہ میں چیزوں کی وضاحتوں اور تصورات (definitions and concepts) کے لیئے تین ممکنہ ذرائع ہیں:۔

(ا) شریعہ یعنی قرآن وسنت۔ اگر کسی چیز کی وضاحت شرعی ذرائع سے ہو، تو اسے 'عرف شرعی' یعنی شرعی تعریف کہا جاتا ہے۔

(ب) عوام الناس۔ اگر عام لوگ کسی چیز کی وضاحت شرعی اور سائنسی صحت کے بغیر کریں، تو اسے 'عرف عام' یعنی عام تعریف کہا جاتا ہے۔

(ج) ماہرین (سائنسدان وغیرہ)۔ اور اگر ماہرین (کسی بھی علمی میدان کے) کسی چیز

کی تعریف یا سائنسی وضاحت کریں، تو اسے 'عرف خاص' یعنی ماہرین کی تعریف یا سائنسی تعریف کہا جاتا ہے۔

شریعت اگر کسی چیز کی وضاحت کریں، تو اس کی پیروی کرنے میں کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی، لیکن اگر کسی چیز کی وضاحت کے بارے میں شریعت خاموش ہو، تو پھر ہم کس چیز کی پیروی کرینگے، عرف عام کی یا عرف خاص کی؟ کوئی بھی بندہ جس کو شریعت سے آگاہی ہو، مجھ سے اتفاق کریگا کہ شرعی وضاحت کی غیر موجودگی میں 'عام وضاحت' (یعنی عرف عام) کی پیروی کرنی چاہیئے، ماہرین کی رائے یا وضاحت پہ عمل اس وقت کیا جائے گا، جب کہ شریعت خاموش ہو، اور عوام میں مسلئے کی وضاحت کا کوئی راستہ موجود نہ ہو۔

(۸) ماہرین فلکیات کے مطابق، صبح کی آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ (Astronomical Twilight) رات کا خاتمہ اور صبح کا آغاز ہوتا ہے، اور شام کی آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ رات کا آغاز ہوتا ہے۔ (یاد ہانی کے طور پہ بتا تا چلوں کہ ٹوائیلائٹ کی اصطلاح ماہرین فلکیات روشنی کی اس حالت کے لیئے استعمال کرتے ہیں، جب سورج زیر افق ہو یعنی طلوع سے پہلے اور غروب کے بعد، یہ روشنی صبح اس وقت شروع ہوتی ہے، جب سورج زیر افق 18 درجے نیچے ہو، اور شام کو غروب کے بعد اس وقت ختم ہوتی ہے، جب سورج زیر افق 18 درجے پہ پہنچ جائے، [صبح 18 درجے سے لیکر 12 درجے تک کے روشنی کی حالت کو 'آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ'(Astronomical Twilight) کہا جاتا ہے، 12 درجے سے 6 درجے تک کے روشنی کی حالت کو 'ناٹیکل ٹوائیلائٹ'(Nautical Twilight) کہا جاتا ہے، اور 6 درجے سے 0 درجے تک کے روشنی کی حالت کو 'سول ٹوائیلائٹ' (Civil Twilight) کہا جاتا ہے، شام کو یہ ترتیب اُلٹا چلتا ہے، یعنی پہلے سول ٹوائیلائٹ، پھر ناٹیکل ٹوائیلائٹ اور آخر میں آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ ہوتا ہے]۔

(۹) وہ مسلمان جن کا واسطہ اوقات نماز کے لیئے ٹائم ٹیبلز بنانے کے ساتھ ہوتا ہے، صبح صادق کے ٹوائیلائٹ سے متعلق مختلف آراء رکھتے ہیں ان میں سے وہ، جو کہتے ہیں کہ صبح صادق 21 ڈگری زیر افق پہ طلوع ہوتا ہے، سے لیکر ان لوگوں تک شامل ہیں، جو کہتے ہیں کہ صبح صادق 16 ڈگری پہ ظاہر ہوتا ہے۔

(۱۰) آج کے دور کے بہت سے مسلمان اس بات کے قائل ہیں، کہ آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ (یعنی 18 درجے زیر افق) صبح صادق ہے، ان کے علاوہ، وہ ہیں جو کہتے ہیں، کہ صبح صادق آسٹرونامیکل اور ناٹیکل ٹوائیلائٹز کے درمیان یعنی 16 ڈگری پہ نمودار ہوتا ہے۔

(۱۱) میرا نقطۂ نظر یہ ہے، کہ آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ صبح صادق کے تعریف پر پورا نہیں اترتا، کیوں؟ (اس لیئے کہ):۔

(ا) صبح صادق کے متعلق تمام احادیث اس کی وضاحت 'ظہور' اور 'واضح' ہونے کے ساتھ کرتے ہیں، جس کو عوام الناس (اپنی آنکھوں سے) دیکھ سکیں، ایسی روشنی جو افق پر پھیلے اور اس کو واضح کریں (یعنی نظر آئے)۔ اہل بیت کے اماموںؑ نے اس کے لیئے لفظ 'دیکھنا' اور 'مشاہدہ کرنا' استعمال کیا ہے، ملاحظۂ ہو وہ احادیث جو علی بن مھزیار، ھشام بن ھذیل، زرارۃ بن اعین، علی بن عطیہ اور ابوبصیر سے مروی ہیں۔

(ب) آیت قرآن میں لفظ 'لکم' میں یہ تاکید ہے، کہ عوام الناس (نہ کہ صرف ماہرین فلکیات وسائنسدان) اس قابل ہو کہ صبح صادق دیکھ سکے، آیت اللہ امام خمینیؒ کے فتویٰ سے بھی اس کی تائید ملتی ہے، وہ فرماتے ہیں ''صبح صادق کا ظہور۔۔۔ایک حسی (قابل ادراک عام) ظہور ہے، نہ کہ علمی (سائنسی) ظہور''

(ج) اگر آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ کے تعریف کو دیکھا جائے، تو یہ بات تم پر عیاں ہو جائے گی کہ اس کی روشنی کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے، میری اس بات کی تائید Mariner's Celestial Navigation نامی کتاب میں آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ کے متعلق لکھی ہوئی اس بات سے ہوتی ہے، کہ "جہاز رانوں اور عام لوگوں کے لیئے یہ رات کا وقت ہوتا ہے، جس میں سورج کی معمولی سی بالواسطہ روشنی آسمان پر بکھرتی ہے، افق کا نظارہ نا قابل پہچان ہوتا ہے، اس وجہ سے ناٹیکل المینک (Nautical Almanac) میں اس وقت کے لیئے چیزوں کی فہرست موجود نہیں ہے" (ناٹیکل المینک، برطانیہ سے شائع ہونے والے ایک کتاب کا نام ہے، جس میں جہاز رانوں کے لیئے سالانہ ڈیٹا موجود ہوتا ہے)، اب یہ کیسے ممکن ہے کہ شریعت اپنے پیروکاروں کو ایک ایسی چیز، جو قدرتی طور پہ ظہور پذیر ہونے والی ہو، میں نماز ادا کرنے اور روزہ رکھنے کا حکم دے، جس کو عام آدمی خود نہ دیکھ سکے؟

(۱۲) تو پھر اکثریت نے کس بنیاد پہ آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ (یعنی 18 ڈگری زیر افق) کو صبح صادق تسلیم کیا ہے؟ عام طور پہ اس بات کی تائید کرنے کی دو بنیادیں ہیں:۔

(ا) <u>پہلا بنیاد</u>: صبح صادق تب نمودار ہوتا ہے، جب سورج زیر افق 18 ڈگری پہ پہنچتا ہے، مسلمان ممالک میں تمام ٹائم ٹیبلز اور نقشے اسی 18 ڈگری کے حساب سے بنائے جاتے ہیں، اور یہ ان کے سالوں پہ محیط بصری مشاہدات پہ مبنی ہے، علامہ طباطبائیؒ نے اسی کو اپنی تفسیر المیز ان میں بڑی واضح الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ (جلد 2 [بیروت]، ص 48)

<u>اعتراض</u>:۔ پہلی بات یہ کہ مسلمانوں کا کوئی عمل خود سے جواز نہیں بن سکتا، کہ جو وہ کر رہے ہیں صحیح ہے، یہ معمول تب ہی قابل قبول ہوگا، جب تک کہ ساتھ دوسرا ثبوت پیش نہ کیا جائے، جو پہلے والے عمل کے لیئے مضبوط بنیاد فراہم کر دیں۔

دوسری بات یہ کہ علامہ طباطبائیؒ نے جو کچھ 'المیز ان' میں بیان کیا ہے، وہ اوپر کے دعوے کا بلکل اُلٹ ہے، علامہ کا فلکیات سے بہت لگاؤ ہے، لکھتا ہے،''فجر دو ہیں، پہلے کو فجر کاذب کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ تھوڑے عرصے میں ختم ہو جاتا ہے، اس کو 'بھیڑئے کی دم'(tail of wolf) بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ ایسا دکھائی دیتا ہے، جیسا کہ دم اوپر کو اٹھا ہو، یہ صبح کاذب روشنی کا لمبا شہتیر جیسا ہوتا ہے، عمودی ستونوں کی طرح، جو رات کے آخری حصے میں مشرقی افق پہ تب ظاہر ہوتا ہے، جب سورج زیر افق 18 ڈگری پہ پہنچے، اس کے بعد اس روشنی کی جگہ افقی روشنی لے لیتی ہے، اور ایسا دکھائی دیتا ہے، جیسا کہ سفید دھاگہ افق کے ساتھ جوڑی ہوئی ہو، یہ دوسری صبح ہے، اس کو صبح صادق کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ سچائی کے ساتھ دن کے آمد کا اعلان کرتی ہے، اور یہ طلوع شمس کے ساتھ منسلک ہوتی ہے''۔ (المیز ان، جلد 2[تہران]،ص 49)

اس لیئے مسلمانوں کا معمول اس رائے (18 ڈگری) کو خود سے جواز فراہم نہیں کر سکتا، اس رائے کا دوسرا بنیاد صبح کی سائنسی تعریف ہے۔

(ب) الخوئی فاونڈیشن لندن کے شائع کردہ سرکلر کے مطابق'' سائنس ریسرچ سنٹر (لندن) 18 ڈگری کو رات کا خاتمہ اور دن کا آغاز سمجھتا ہے''۔

<u>اعتراض</u>: سائنسدانوں اور ماہرین فلکیات کی حد تک تو یہ بات صحیح ہے، لیکن جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ کی تعریف صبح صادق کی تعریف پہ پوری نہیں اترتی، جب سائنسی تعریف شرعی تعریف سے مختلف ہے، تو ہم آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ کو صبح صادق نہیں مان سکتے۔

(۱۳) کیا صبح صادق کی تعریف ناٹیکل ٹوائیلائٹ (Nautical Twilight) کی

تعریف(12 سے 6 ڈگری زیرافق) پر پورا اترتی ہے؟ صبح صادق کے دو نمایاں اوصاف ہیں:۔

(ا) یہ وہ روشنی ہے، جس کا مشاہدہ عام لوگوں کر سکتے ہیں۔

(ب) یہ روشنی افق پہ پھیلتی ہے، اوراس کوقابل دید بناتی ہے۔

ناٹیکل ٹوائیلائٹ میں بھی یہ دو اوصاف پائے جاتے ہیں، ملاحظہٗ ہو:۔

(ا) The Dictionary of Astronomy, Space and Atmospheric, Phenomena نامی کتاب ناٹیکل ٹوائیلائٹ کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے، ''وہ عرصہ جب سورج کا بالائی حصہ نظر آنے والی افق سے نیچے ہو، اور سورج کا مرکز آسمانی افق سے نیچے 12 ڈگری سے زیادہ نہ ہو''۔ (P-153)

(ب) G.V Rozenburn اپنی کتاب Twilight: A Study in Atmospheric Optics میں لکھتا ہے،'' اگلا ناٹیکل ٹوائیلائٹ (or Navigational Twilight) آتا ہے، جس کے دوران چھوٹی چیزیں تو اندھیرے میں غائب ہو جاتی ہیں، لیکن بڑی چیزوں کے خلیے جیسے ساحل سمندر وغیرہ، اچھی طرح نظر آتے ہیں''۔

(۱۴) عام آدمی کے لیئے آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ کا مشاہدہ کرنا بہت مشکل ہے، اس کے بر خلاف صبح صادق ایک ظہور پذیر شے ہے، جس کا مشاہدہ عام لوگ کر سکتے ہیں، سائنسدانوں کے لیئے دن کا آغاز آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ ہے، مگر عام لوگوں کے لیئے دن کا آغاز ناٹیکل ٹوائیلائٹ ہے۔

(۱۵) ان تمام نقاط سے یہ ثابت ہوا کہ عام لوگوں کے لیئے افق صرف ناٹیکل ٹوائیلائٹ کے آغاز میں واضح ہوتا ہے (یعنی نظر آنے کے قابل ہوتا ہے)، دوسرے الفاظ میں، قرآن کا بیان کردہ 'سفید دھاگہ' مشرقی افق پر صرف اس وقت دکھائی دیتا ہے، جب سورج زیر افق 12 ڈگری پہ پہنچ جائے، اس لیئے ہم بآسانی ناٹیکل ٹوائیلائٹ کو صبح صادق کا امیدوار سمجھ سکتے ہیں۔

(۱۶) <u>خلاصہ مضمون:</u>

(ا) صبح صادق کے شرعی تعریف میں دو خصوصیات پائی جاتیں ہیں، یہ کہ افق، افقی طور پہ نظر آتا ہے (یعنی سفید دھاگہ)، اور یہ کہ عام لوگ صبح صادق کے ظہور کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

(ب) صبح صادق کے شرعی تعریف کی بنیاد پر، آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ میں وہ خوبیاں نہیں پائی جاتیں، جو صبح صادق کی ہیں، آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ کے آخری حصے میں بھی اس کو صبح کاذب ہی سمجھنا چاہیئے، علامہ طباطبائیؒ کا بھی یہی رائے ہے، اس لیئے ہم کسی بھی رائے، جو یہ کہے کہ نماز فجر کا وقت اور روزہ شروع کرنے کا وقت آسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ ہے، یا اس سے پہلے ہے (یعنی 18 ڈگری یا 18 ڈگری سے پہلے) کو مسترد کرتے ہیں،۔

(ج) ناٹیکل ٹوائیلائٹ (12 سے 6 ڈگری) میں صبح صادق کی دو خوبیاں پائی جاتیں ہیں، اس لیئے ناٹیکل ٹوائیلائٹ کے وقت ہمیں یہ یقین ہوتا ہے کہ صبح صادق شروع ہو چکا ہے۔

سید محمد رضوی صاحب (جو ایک اہل تشیع سکالر ہے) کے مضمون سے یہ ثابت ہوا کہ اگرچہ اہل تشیع حضرات 18 ڈگری سے پہلے یعنی تقریباً 21 ڈگری کو صبح صادق تسلیم کرتے ہیں

مگر محترم مصنف صاحب نے ان سب کو مسترد کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ صبح صادق 12 ڈگری کے بعد نمودار ہوتا ہے، اس سے ایک بات اور بھی ثابت ہوتی ہے کہ حق کی جستجو میں کبھی بھی مسلک اور فرقہ آڑے نہیں آنا چاہئے ،نہیں تو حق کی منزل کو پانا مشکل ہی نہیں ناممکن بن جاتا ہے۔

پاکستان میں 18 درجے زیرِ افق کو صبح صادق ماننے کے کچھ خصوصی وجوہات

ٹنڈو آدم اور کراچی کے مشاہدات کے بعد حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ایک فتویٰ جاری کیا، مشاہدات کو دارالعلوم کراچی میں بنائے گئے ایک تحقیقی بورڈ سے منظوری بھی ملی، مگر اچانک ہی محترم مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور محترم مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ نے اپنے فیصلوں سے رجوع فرمالیا، اس کی وجوہات کیا تھیں، اس پہ ایک نظر ڈالتے ہیں:۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا فتویٰ:

حامداً ومصلیاً، اتنی بات تو یقینی ہوگئی ہے، کہ نقشوں اور جنتریوں میں جو وقت صبح صادق کا لکھا ہے، وہ صبح صادق کا اصلی وقت نہیں ہے، بلکہ غالباً صبح کاذب کا وقت ہے جو انتہاء سحر کے لیئے احتیاطاً لکھا گیا ہے، اس کے بعد بھی کچھ وقت رہتا ہے جس کی مقدار ہر جگہ 12 منٹ ہی نہیں بلکہ ہر موسم اور ہر علاقہ میں تفاوت کی نوعیت الگ ہے، لہٰذہ نقشوں کے مطابق فوراً اذان دیکر مرد یا عورتوں کا نماز پڑھ لینا درست نہیں، نقشوں کے وقت سے بیس منٹ بعد فجر کی اذان دینے اور اس کے بعد نماز فجر پڑھنے سے ہر موسم میں بلا شبہہ نماز صحیح ہو جائیگی، لہٰذہ اس پر عمل کیا جائے۔

[فتویٰ نمبر ٣٦٠/٣٦، دارالعلوم کراچی] (احسن الفتاویٰ، جلد 2، ص 177)

تحقیقی بورڈ زیرِ صدارت مفتی تقی عثمانی صاحبؒ :۔

13 ذی قعدہ 1392ھ کو دارالعلوم کراچی میں ایک تحقیقی مجلس منعقد ہوا، جس میں مفتی رشید احمد صاحبؒ کے رسالہ 'صبح صادق' اور مشاہدات ٹنڈو آدم کے نتائج کو پرکھا گیا، ''اور متعلقہ کتب کی مراجعت کی گئی نیز مسلۂ کی تحقیق اور مشاہدات کے لیئے ٹنڈو آدم کا جو سفر کیا گیا تھا اس کے نتائج زیر غور آئے، بحث و تمحیص کے بعد مندرجہ ذیل باتیں پایۂ ثبوت کو پہنچ گئیں:۔

(۱) مسلۂ کے زیرِ غور آنے کے بعد متفرق ایام میں جتنے مشاہدات کیئے گئے ان میں سے کسی میں بھی مروجہ جنتریوں کے مطابق صبح صادق نہیں ہوئی بلکہ اس کے بعد ہوئی۔

(۲) ان سب اُمور سے ثابت ہوتا ہے، کہ مروجہ جنتریوں میں صبح صادق کے نام سے جو وقت لکھا گیا ہے وہ درحقیقت صبح کاذب کا ہے۔

(۳) حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ نے صبح صادق کے جو اوقات نکالے ہیں ان کا مقابلہ ٹنڈو آدم کے مشاہدات سے کیا گیا، فرق صرف ایک منٹ کا تھا۔

(۴) بہر کیف مذکورہ بالا تحقیق سے ہمیں بھی یہ ظن غالب ہوتا ہے کہ مولانا مفتی رشید احمد صاحب نے حسابی طریقہ سے جو اوقات نکالے ہیں وہ درست ہیں۔[دستخط محمد تقی عثمانی عفی عنہ،۱۴ ذی قعدہ سنہ ۹۲ھ، دیگر افراد کے دستخط مفتی محمد شفیعؒ، مفتی رشید احمدؒ، مفتی محمد عاشق الٰہیؒ، مولانا محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ] '' (احسن الفتاویٰ، جلد2، ص178)

مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ کا رجوع

متفقہ فیصلوں کے بعد اچانک حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ نے بغیر کسی ٹھوس وجہ کے اس تحقیق سے رجوع فرمالیا، مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحبؒ ان کے

متعلق فرماتے ہیں:۔

(۱) جب اس مسلۂ کو ابتداًء میں نے ہی مجلس تحقیق میں پیش کیا تھا، اور میری ہی تحریک پر مشاہدات اور مجلس تحقیق کے فیصلے ہوتے رہے، تو اس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ اگر کوئی نیا انکشاف ہوا تھا تو اس سے مجھے بھی آگاہ کیا جاتا، اور اس پر اجتماعی غور کے لیئے مجھے شریک کیا جاتا، مگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ میرے دریافت کرنے پر بھی سابق فیصلوں سے رجوع کی وجہ نہیں بتائی گئی۔

(۲) دونوں حضرات کی تحریر بلکل مجمل بلکہ مبہم ہے، ان میں نہ تو میری کسی دلیل کے جواب کی طرف کوئی اشارہ ہے اور نہ ہی اپنی تائید میں کوئی دلیل ہے، دونوں بزرگوں کی تحریروں میں جس جدید انکشاف کا ذکر ہے، وہ وہی ذوڈیکل لائٹ[Zodiacal Light] ہے، جس کی حقیقت میں بہت پہلے لکھ چکا تھا۔

(۳) دلائل پر مبنی فیصلہ سے تو رجوع ممکن ہے، مگر تین روز تک گیارہ علماء کے متفقہ عینی مشاہدات سے رجوع کے کیا معنی؟ (احسن الفتاویٰ، جلد2، ص190)

مذکورہ دونوں بزرگوں کی اچانک رجوع کی وجہ کیا تھی؟ مفتی رشید احمد صاحبؒ نے اس کو یوں بیان فرمایا ہے۔''حقیقت یہ ہے کہ ایک فتین فطین نے میری ہی تحریر میں ایک انگریزی کتاب کے حوالہ سے زوڈیکل لائٹ (بروجی روشنی) کا بیان دیکھا تو یہ کتاب ان اکابر کو دکھا کر یہ باور کرانے میں کامیاب ہوگیا کہ زوڈیکل لائٹ ہی صبح کاذب ہے، حالانکہ میں بہت پہلے دلائل سے ثابت کر چکا تھا کہ زوڈیکل لائٹ کا صبح کاذب سے کوئی تعلق نہیں، غالبًا میری یہ تحریر ان اکابر کی نظر سے نہیں گزری ہوگی''۔(احسن الفتاویٰ، جلد2، ص190)

یہ زوڈیکل لائٹ (بروجی روشنی) کیا ہوتی ہے، اور جس شخص کی طرف مفتی رشید احمد صاحبؒ

نے 'فشین فطین' کہہ کر اشارہ کیا ہے، وہ صاحب کون ہے؟ اس کے اوپر تھوڑی سی روشنی ڈالتے ہیں:

بروجی روشنی (زوڈیکل لائٹ Zodiacal Light)

وسط اگست تا وسط اکتوبر میں مشرق کی طرف صبح کاذب سے کافی پہلے زوڈیکل لائٹ ظاہر ہوتی ہے، جس کا صبح سے کوئی تعلق نہیں، اسی طرح یہ روشنی مغرب کی طرف وسط فروری تا وسط اپریل میں ظاہر ہوتی ہے، جارج ایبل نے اپنی کتاب ''ایکس پلوریشن آف دی یونیورس Exploration of the Universe'' مطبوعہ 1924ء میں زوڈیکل لائٹ سے متعلق لکھا ہے کہ ''اسے بعض اوقات صبح کاذب بھی کہا جاتا ہے''، اس سے یہ غلط فہمی ہوسکتی ہے، کہ اس کے بعد ظاہر ہونے والی اسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ صبح صادق ہوگی، لہٰذہ خوب سمجھ لیں کہ اصطلاح شریعت میں ابتداء صبح میں افق سے کافی بلندی پر نمودار ہونے والی مستطیل روشنی کو صبح کاذب کہا جاتا ہے، پھر یہی روشنی جب نیچے اُتر کر عرضاً پھیلتی ہے، اور طول سے عرض زیادہ ہو جاتا ہے، اور اس میں کچھ سرخی کی جھلک آجاتی ہے، تو اسے صبح صادق کہا جاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ، جلد2، ص179-178)

اور یہ فشین فطین وہی صاحب ہے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، یعنی 'فہم الفلکیات' کے مصنف سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب، اپنی کتاب میں صبح صادق کے متعلق بروجی روشنی کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:۔

(۱) ہر جگہ صبح کاذب کا نظر آنا لازم سمجھا گیا ہے، حالانکہ یہ ہر جگہ نظر آنا ضروری نہیں، اصل میں یہ بروجی روشنی ہے''۔ (فہم الفلکیات، ص121)

(۲) جو حضرات مشاہدات زیادہ دنوں تک نہیں کرتے ان کی آنکھیں اس پہلی روشنی

کے احساس سے عاری ہوتی ہیں'' (فہم الفلکیات، ص121)

(۳) مدینہ منورہ میں بروجی روشنی کی تقریباً وہی شکل بنتی ہے، جس کا احادیث شریفہ میں ذکر ہے۔(فہم الفلکیات، ص121)

(۴) کراچی کے علمائے کرام کے ایک بورڈ نے حضرت مفتی محمد شفیعؒ اور مولانا یوسف بنوریؒ کی سرکردگی میں جو آخری مشاہدات کئے تھے اس کے مطابق یہ زاویہ زیر افق 18 درجے ہے۔(فہم الفلکیات، ص122)

مصنف نے یہ جو آخری بات لکھی ہے یہ بلکل فرضی بات ہے، اس لیئے کہ مذکورہ دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے تحریروں میں کسی بھی مزید مشاہدے کا ذکر نہیں کیا ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''کسی گروہ کی دشمنی تم کو (تحقیقی عمل میں) اتنا مشتعل نہ کردے کہ تم انصاف سے پھر جاؤ: (5/8)''، اور یہ کہ ''باطل کا رنگ چڑھا کر تحقیق کو مشتبہ نہ بناؤ اور جانتے بوجھتے ہوئے حقیقت کو چھپانے کی کوشش نہ کرو: (2/42)''

دونوں بزرگوں نے اپنے رجوع کی مندرجہ ذیل وجوہات بیان فرمائی ہیں:۔

مفتی محمد شفیع صاحبؒ اپنی تحریر میں فرماتے ہیں، ''سال رواں میں بعض اہل فن حضرات کے ساتھ بحث وتمحیص اور جدید فلکیات کی بعض کتابوں کی مراجعت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جدید ماہرین فلکیات نے خود صبح کاذب کو الگ کر کے بیان کیا ہے اور وہ درحقیقت رات کا حصہ ہے اس کے بعد جو صبح ہوتی ہے اسی کو انھوں نے صبح کہا ہے''۔(احسن الفتاویٰ، جلد2، ص191)

مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ نے اپنی تحریر میں یہ وجوہ بیان فرمائی ہے، ''بعد میں بعض

مخلصین کی کوشش سے جومعلومات حاصل ہوئیں اُن سے یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچی کہ تمام نقشوں میں وہی سابق کراچی کا نقشہ جس کومرحوم حاجی وجیہہ الدین صاحب خان بہادر نے مرتب کروایا تھااور چھاپا تھاوہ بلکل صحیح ہے'' (احسن الفتاوی، جلد2، ص191)

دونوں بزرگوں کی تحریروں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مزید مشاہدات نہیں ہوئے تھے بلکہ سید شبیر احمد کا کاخیل صاحب نے دونوں بزرگوں کو جارج ایبل کی کتاب' دی ایکس پلوریشن آف یونیورس' دکھا کر یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ زوڈیکل لائٹ (بروجی روشنی) ہی دراصل صبح کاذب ہے، دراصل فلکیین نے کبھی بھی صبح کی روشنی کے لیئے صبح کاذب اور صبح صادق کے نام استعمال نہیں کیئے بلکہ زوڈیکل لائٹ اوراسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ جیسے نام استعمال کرتے آئے ہیں، لہٰذہ زوڈیکل لائٹ سے صبح کاذب مراد لینااوراسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ سے صبح صادق مراد لینا دونوں غلط ہیں، دراصل بروجی روشنی (زوڈیکل لائٹ) صبح کاذب کی روشنی سے الگ روشنی ہے،فرق اس میں یہ ہے کہ زوڈیکل لائٹ سورج کی بالواسطہ (Indirect) روشنی ہے جوزمین سے باہر خلاء میں موجود اجسام سے ٹکرا کر زمین پر پڑتی ہے، جبکہ صبح کاذب کی روشنی سورج کی بلا واسطہ (Direct) روشنی ہے، یادرہے کہ نمازوں کے اوقات کے سلسلے میں شریعت کاحکم سورج کی بلاواسطہ روشنی کے ساتھ ہے:۔

دیگر وجوہات

(۱) بعض علماء نے منتہائے سحر وطلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت (مثلاً ڈیڑھ گھنٹہ یاکم وبیش) کی تعین فرمائی ہے،اس سے انکا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہرموسم میں ہرمقام پر طلوع اور صبح صادق کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہوتا ہےاس لیئے کہ یہ امر تو بداہتہً غلط ہے۔

(۲) بعض مصنفین نے صبح صادق کے کل وقت کی پوری رات کے وقت سے کوئی

خاص نسبت تحریر فرمائی ہے، اس کی حقیقت بھی وہی ہے جو اوپر نمبر ا میں گزری۔

(۳) متقدمین علمائے فلکیات کا یہ معمول ہے کہ وہ پہلے مطلقاً صبح کا وقت بتاتے ہیں اور آخر میں اس کی تصریح فرما دیتے ہیں کہ یہ صبح کاذب کا وقت ہے اور صبح صادق اس سے تین درجہ بعد ہوتی ہے، جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگ پہلے سے صبح صادق کے لیئے تیار رہیں مگر اوقات نماز کی اشاعت کے شائقین کی کم نظری نے مطلق صبح کو صبح صادق بنا دیا اور اس کے بعد آنیوالی تصریح تک رسائی نہ ہوئی۔

(۴) اہل فن علمائے دین نے جب اوقات نماز کے نقشے مرتب کئے تو ان میں بھی احتیاط و مصلحت مذکورہ کی بناء پر صبح صادق کی بجائے عمداً صبح کاذب کے اوقات لکھے چنانچہ نقشۂ منجم خیر اللہ مندرجہ مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ میں مطلق صبح کے عنوان کے تحت 18 درجے زیر افق کے اوقات لکھے ہیں جو بالاجماع صبح کاذب ہے مگر کراچی کی ایک جنتری میں اس نقشہ کو شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی طرف منسوب کر دیا ہے اور مطلق صبح کو صبح صادق بنا دیا ہے اور دہلی کے نقشہ کو کراچی پر چسپاں کر دیا ہے پھر گھڑی اور پل کے گھنٹے اور منٹ بنانے میں بھی غلطی کی ہے اسی طرح نقشہ مندرجہ معیار الاوقات مطبوع حیدرآباد دکن میں 18 ڈگری زیر افق کے اوقات دیئے ہیں حالانکہ اس کتاب میں چار مختلف مقامات پر اسکی وضاحت موجود ہے کہ 18 درجے زیر افق صبح کاذب کا وقت ہے اور صبح صادق 15 درجے زیر افق پر ہوتی ہے، نیز اس کتاب میں صبح کاذب کو کئی جگہ مطلق صبح سے تعبیر کیا ہے، یہ بھی واضح دلیل ہے کہ دوسرے حضرات نے بھی جہاں مطلق صبح لکھا ہے اس سے صبح کاذب مراد ہے اور سب نے نقشے بھی صبح کاذب کے مرتب کئے ہیں اور اس کی تصریح کی ہے کہ یہ صبح کاذب کا وقت ہے۔

(۵) مغربی ممالک کو صبح صادق سے کوئی سروکار نہ تھا، لہٰذہ انھوں نے بھی مکمل اندھیرے میں ظاہر ہونے والی روشنی کی پہلی کرن (صبح کاذب) کے نقشے تیار کئے۔ اس کے بعد

ناواقف شائقین کا دور آیا اور انھوں نے بحریہ، فضائیہ یا موسمیات کے کسی ملازم سے نقشہ مرتب کرنے کی فرمائش کی، اس نے گرین وچ کی شاہی رصدگاہ سے شائع ہونے والی ناٹیکل المینک اُٹھائی اوراس سے نقشہ مرتب کر دیا، نہ فرمائش کرنے والے کو یہ خیال آیا کہ وہ نقشہ مرتب کرنے والے کو صبح کاذب وصادق کا فرق بتائے اور نہ ہی مرتب کرنے والے کو اس کی طرف توجہ ہوئی، یہ امر مسلم ہے کہ پرانے سب نقشے ناٹیکل المینک ہی تیار کئے گئے ہیں، جن حضرات میں پرائی محنت اپنی طرف منسوب کرنے کا مرض نہیں وہ کھلے الفاظ میں اس کا اعتراف بھی کر رہے ہیں چنانچہ حضرت تھانوی قدس سرہ کے امدادالفتاوٰی جلد اول صفحہ۱۱۴ اور دارالعلوم کورنگی کے کتب خانہ میں موجود بعض بہت قدیم جنتریوں میں اس کی تصریح ہے کہ یہ اوقات ناٹیکل المینک سے لئے گئے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ، جلد2، ص184-183)

شفق احمر اور شفق ابیض کا بحث

یہ بات یاد رہے کہ شفق احمر 12 ڈگری پہ (یعنی جب سورج غروب ہونے کے بعد زیر افق 12 ڈگری پہ پہنچتا ہے) شروع ہوتا ہے، اور 15 ڈگری پہ ختم ہوتا ہے، جبکہ شفق ابیض 15 ڈگری زیر افق کے بعد شروع ہوتا ہے، اور 18 ڈگری زیر افق پہ ختم ہوتا ہے، صبح صادق اور طلوع فجر کا درمیانی وقفہ اور غروب شمس اور عشاء کا درمیانی وقفہ برابر ہوتا ہے، بالفاظ دیگر صبح کاذب اور طلوع فجر کا درمیانی وقفہ اور غروب آفتاب اور شفق ابیض کا درمیانی وقفہ برار ہوتا ہے، مسلۂ یہ ہے کہ جو حضرات 18 ڈگری زیر افق پہ صبح صادق کے قائل ہیں، وہ شفق ابیض کے غائب ہونے پہ عشاء کو مانتے ہیں اور جو حضرات صبح صادق کو 15 ڈگری کے بعد تسلیم کرتے ہیں وہ شفق احمر کے غائب ہونے پہ عشاء کا وقت مانتے ہیں۔

فقیہ العصر مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحبؒ فرماتے ہیں ''مفتیٰ بہ قول کے مطابق غروب شفق

احمر پر مغرب کا وقت ختم ہو کر عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے، حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ [مراد امام ابوحنیفہؒ ہے] کا بھی آخری قول یہی ہے، اور آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ بھی اسی کے قائل ہیں''۔ (احسن الفتاویٰ، جلد2،ص130)

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ [موفق الدین ابومحمد عبداللہ ابن قدامہ المقدسی الحنبلیؒ] فرماتے ہیں کہ ''فقہاء میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کہ عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے پہ شروع ہوتا ہے، معمولی سا اختلاف دو اقوال کے درمیان ہے، کہ کب شفق غائب ہوتا ہے، کچھ کے نزدیک شفق تب غائب ہوتا ہے، جب غروب کے بعد سرخی (شفق احمر) غائب ہو جائے تو شفق غائب ہو جاتا ہے، دوسرے کہتے ہیں کہ غروب کے بعد سفیدی کے ختم ہونے (شفق ابیض) پہ شفق غائب ہو جاتا ہے۔ فقہاء میں (۱) ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، عطاؒ، مجاہدؒ، سعید بن جبیرؒ، امام زہریؒ، امام طحاویؒ، ابن ابی لیلیٰؒ، اسحاقؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ، امام شافعیؒ، امام ابو یوسفؒ، اور امام محمد الشیبانیؒ، اس بات کے قائل ہیں کہ غروب کے بعد شفق احمر کے خاتمے پر شفق غائب ہو جاتی ہے (یعنی 15 ڈگری زیر افق پہ عشاء شروع ہو جاتا ہے)۔ جبکہ (۲) انس بن مالکؓ، ابو ھریرہؓ، عمر بن عبدالعزیزؒ، امام اوزاعیؒ، ابن المنذرؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شفق تب غائب ہوتا ہے، جب شفق احمر اور ابیض دونوں غائب ہو جائے۔ (المغنی، جلد1 ، ص382)

مطلب یہ ہوا کہ جمہور فقہاء کے نزدیک سُرخی ختم ہونے کے بعد شفق غائب ہوتا ہے، اور عشاء کا وقت (15 ڈگری زیر افق) شروع ہوتا ہے، علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں ''امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ دوسری رائے پہ عمل کرنے میں زیادہ 'احتیاط' ہے، اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ امت کے لیئے پہلے رائے پہ عمل کرنے میں آسانی ہے'' (ملتقی الابحر ،جلد1، ص70/ ہدایہ، جلد1، ص66)

امام ابوحنیفہؒ کے قول کی ہم اس طرح تشریح کر سکتے ہیں، کہ عشاء کا وقت تو شفق احمر کے غائب ہونے پہ ہی شروع ہوتا ہے، مگر احتیاطاً نماز شفق ابیض کے غائب ہونے کے بعد پڑھنی چاہیئے، اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے، کہ چونکہ عشاء 15 ڈگری زیر افق پہ شروع ہوتا ہے، لہٰذہ صبح صادق بھی 15 ڈگری پہ شروع ہونا چاہیئے، کیونکہ دونوں کا درمیانی وقفہ ایک جتنا ہے۔

فقیہ العصر مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحبؒ فرماتے ہیں ''اسی طرح غروب شفق احمر یعنی 12 درجے زیر افق (ناٹیکل ٹوائیلائٹ) کا وقت بھی ضروری ہے، کیونکہ آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے علاوہ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی قول شفق احمر راجح ہے''۔ (احسن الفتاویٰ، جلد 2، ص 123)

فقیہ العصر مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحبؒ فرماتے ہیں ''مغرب اور عشاء کے درمیان خط استواء کے مقام پر معتدل ایام میں کم از کم وقت 57 منٹ ہے، اس وقت سفید شفق غروب ہوتی ہے، سُرخ شفق اس سے بھی بارہ منٹ پہلے غروب ہو جاتی ہے، اس کے مطابق غروب آفتاب سے 45 منٹ کے بعد وقت عشاء شروع ہو جائے گا، یہ قول ارجح ہے، اور قول اول احوط''۔ (احسن الفتاویٰ، جلد 2، ص 146)

پس شرعی، فلکیاتی اور مشاہداتی ہر تین نقطہ نظر سے یہ ثابت ہوا کہ صبح صادق شروع ہونے کا وقت کوئی متعین گھڑی نہیں ہے بلکہ یہ ایک لچک پذیر عرصہ ہے، جو سورج کے زیر افق 15 ڈگری پہ پہنچنے کے بعد شروع ہوتا ہے، جبکہ ہمارے ہاں مروجہ ٹائم ٹیبلز اور نقشوں کے مطابق صبح صادق 18 ڈگری پہ شروع ہوتا ہے، جو غلط ثابت ہو چکا ہے۔

بقول مفتی رشید احمد لدھیانویؒ صاحب'' امور بالا سے ثابت ہوا کہ پرانے نقشے قرآن، حدیث، فقہ، اجماع امت، لغت، فلکیات قدیمہ و جدیدہ اور مشاہدات کے خلاف ہیں''

(احسن الفتاویٰ، جلد2، ص161)

مفتی محمد یوسف ڈنکا صاحبؒ (Croydon Mosque & Islamic Centre, London) صبح صادق کے متعلق اپنی آرٹیکل میں لکھتا ہے، ''آج کے دور میں، آلودہ روشنی، دھویں، دھند اور فضائی آلودگی کی موجودگی نے شہروں اور قصبوں میں صبح صادق کی پہچان کو ناممکن بنا دیا ہے، اس لیئے اس حالت میں یہ ضروری ہے کہ متقی پیشرو و محققین اور موجودہ علماء کے کام کا جائزہ لیا جائے، تا کہ صبح صادق کو پہچان کر عمل کیا جا سکے'' ۔ (www.croydonmosque.com)

یہ بات مفتی صاحب نے 18 درجے زیر افق کے حق میں دلائل دیتے ہوئے لکھی ہے لیکن چونکہ بات معقول ہے اس لیئے ادھر نقل کر دی ہے، ہم نے اپنے مقالے میں اکابر صحابہ کرامؓ و محدثین و مفسرینؒ کے اقوال و افعال جمع کئے ہیں، ان سب کا جائزہ لینے کے بعد قاری بڑی آسانی کے ساتھ اس نتیجے پہ پہنچ سکتا ہے کہ:۔

(۱) روشنی 18 ڈگری زیر افق پہ شروع ہوتی ہے۔

(۲) یہ روشنی دو قسم کی ہوتی ہیں یعنی عمودی اور افقی،

(۳) عمودی روشنی صبح کاذب ہے اور افقی روشنی صبح صادق،

(۴) صبح کاذب کو فجر مستطیل بھی کہا جاتا ہے، اور فجر صادق کو فجر مستطیر (یستطیر کا مطلب ہوتا ہے پھیلنا) یعنی وہ روشنی جس میں روشنی افق پہ افقی طور پہ پھیلے، جیسے پانی پھوٹ کر بہہ نکلتا ہے، 18 ڈگری پر روشنی چونکہ عمودی ہوتی ہے لہٰذہ وہ فجر صادق کی تعریف پر پوری نہیں اُترتی۔

(۵) اصحابہ کرامؓ کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ (صبح صادق کی) روشنی

اتنی پھیلے کہ اس میں بآسانی رنگوں کی پہچان ہو سکے،

(۶) اور یہ روشنی اکثریت کو دیکھائی دے،

(۷) فلکیاتی سائنس کے مطابق، یہ روشنی 12 درجے زیرافق پر پھیلنا شروع ہو جاتی ہے۔

(۸) خط استواء کے مقام پر معتدل ایام میں فجر اور طلوع آفتاب کا درمیانی وقت بمطابق 15 ڈگری زیرافق کم ازکم 58 منٹ ہوتا ہے، اور بمطابق 12 ڈگری زیرافق 45 منٹ ہوتا ہے، [نقشوں میں ہم نے کم ازکم وقت 58 منٹ رکھا ہے اور زیادہ سے زیادہ 72 منٹ]۔

(۹) لہٰذہ روزہ 15 درجے کے بعد اور 12 درجے سے پہلے بند کرنا چاہیئے اور نماز 12 درجے کے بعد پڑھنی چاہیئے۔

(۱۰) اسی فارمولے کے تحت بنے ہوئے نقشوں اور ٹائم ٹیبلز پہ عمل کرنا چاہیئے۔

عوام الناس کو چاہیئے کہ پرانے مروجہ نقشوں، ٹائم ٹیبلز، اخبار اور ٹی وی چینلز پر دیئے گئے سحری ونماز فجر کے اوقات پر بھروسہ کر کے نماز فجر اذان کے فوراً بعد نہ پڑھیں، کیونکہ ان نقشوں اور ٹائم ٹیبلز میں غلطی موجود ہے، جس پہ عمل کرنے سے نمازوں کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔

علماءکرام پر یہ بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنے علاقے میں سحری ونماز فجر کے اوقات پہ نظر ثانی کر کے شرعی، سائنسی اور مشاہداتی نقطۂ نظر سے مقررہ اوقات پہ عمل کرنے کو ممکن بنائے، اور اس سلسلے میں عوام الناس کو آگاہ کریں، علماءکرام پر کسی بھی ایسے مسلئے کے بارے میں تحقیق کرنا لازم ہے، جس سے فرض عبادات کے ضائع ہونے اور سنن کے فوت ہونے کا خدشہ موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات کہنے اور اس پہ عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہوائے نفس اور شیطان کے شر سے محفوظ فرمائے۔آمین

بنیادی اُصول

(۱) ''وما جعل علیکم فی الدین من حرج ۔۔ اور نہیں رکھی اس (اللہ) نے تم پر دین میں تنگی''۔(سورۃ حج:78)

(۲) ''ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ۔۔۔نہیں چاہتا اللہ کہ مبتلا کرے تم کو کسی قسم کی تنگی میں''۔(سورہ مائدہ: 6)

(۳) ''یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ۔۔۔اللہ چاہتا ہے تمہارے لیئے آسانی اور نہیں چاہتا تمھارے لیئے دشواری''۔ (سورہ البقرہ: 185)

(۴) ''یرید اللہ ان یخفف عنکم ۔۔۔چاہتا ہے اللہ کہ ہلکا کرے بوجھ تمھارا''۔(سورہ النساء:28)

(۵) مفہوم حدیث ہے ''بے شک دین آسان ہے،اور جس نے اس دین کو مشکل بنا دیا،نا کام ہوگا (شکست کھائے گا)''۔(بخاری)

(۶) مفہوم حدیث ہے''اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دین وہ ہے جو آسان ہو اور کلی طور پر اللہ کے لیئے ہو''۔(بخاری)

(۷) مفہوم حدیث ہے''دین کو آسان بناؤ اور اس کو مشکل نہ بناؤ، (دینی معاملات میں) ان کی حوصلہ بڑھاؤ اور متنفر (سنگدل) نہ بناؤ''۔(بخاری)

(۸) حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں'' اذا بلغک فی الاسلام امران فخذ ایسرھما۔۔۔ جب دو اسلامی قوانین سامنے آجائے تو آسان لے لو''۔

(۹) حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں''اذا اختلف علیک امران فخذ ایسرھما، فان ایسرھما اقرب الی الحق ۔۔۔جب دو مختلف اسلامی قوانین سامنے آجائے تو آسان لے لو، کیونکہ آسان حق کے قریب ترین ہوتا ہے''۔

ضمیمہ جات

نقشے / ٹائم ٹیبلز:

فقیہ العصر مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحبؒ نے تحقیقات قدیمہ کے حوالا جات کا ترجمہ نقل کیا ہے، 'تصریح' صفحہ 69 (حاشیہ) کا ترجمہ اس طرح نقل کیا ہے''افق شرقی وغربی سے آفتاب کے مرکز کا انحطاط مراد ہے، اور وہ 18 درجہ ہے، فلک اعظم اسے ۵/۱ -1 گھنٹہ [یعنی ایک گھنٹہ اور بارہ منٹ] میں طے کرتا ہے، اور یہ صبح صادق وکاذب دونوں کا مجموعہ ہے، اس مجموعہ میں سے ۵/۱ گھنٹہ [یعنی بارہ منٹ] صبح کاذب کا حصہ ہے، اور ایک گھنٹہ صبح صادق کا حصہ ہے، اس تقسیم کی تفصیل میں تطویل ہے، جس کی اس رسالہ میں گنجائش نہیں''۔ (احسن الفتاویٰ، جلد 2، ص166)

''صبح صادق و کاذب اور شفق احمر و ابیض کے درمیان تین درجہ کا فرق ہوتا ہے''۔ [شامی، جلدا، ص332]

نقشہ جات میں صبح صادق وکاذب اور عشاء کے اوقات کو ہم نے مختلف حسابی طریقوں سے نکالے ہیں جس کی تفصیل آگے آرہی ہے:۔

(ا) صبح صادق وکاذب:

صبح کاذب چونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ 18 ڈگری زیرافق پہ شروع ہوتا ہے، تو یہاں صرف ایک ہی وقت لکھا گیا ہے جو صبح کاذب شروع ہونے کا وقت ہے، صبح صادق کے لیئے چونکہ کوئی مقررہ وقت نہیں ہے بلکہ ثابت یہ ہوا ہے کہ یہ 15 ڈگری زیرافق سے 12 ڈگری زیرافق کے درمیان نمودار ہوتا ہے تو اس کے لیئے ہم نے مختلف حسابی طریقے استعمال کیئے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:۔

(ا) 15 درجے زیرافق کا طریقہ:

اس طریقہ میں 18 درجے زیرافق سے لے کر طلوع شمس تک کے کل وقت کو 18 پہ تقسیم کیا جاتا ہے، حاصل ہونے والا عدد فی درجہ وقت ظاہر کرتا ہے، اس عدد کو 15 کے ساتھ ضرب دیا جاتا ہے، حاصل ضرب کو طلوع شمس کے وقت سے منفی کرنے سے 15 درجہ زیرافق کا وقت معلوم ہو جاتا ہے جو صبح صادق کا وقت متصور ہوگا۔

(وقت 18 ڈگری)- (وقت طلوع شمس)= فی درجہ وقت 15x = حاصل ضرب- وقت طلوع شمس =وقت صبح صادق بمطابق 15 ڈگری زیرافق

(ب) 12 درجہ زیرافق کا طریقہ:

اس کے نکالنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو اوپر گزرا ہے، فارمولہ اس طرح ہوگا:

(وقت 18 ڈگری)- (وقت طلوع شمس)= فی درجہ وقت 18x = حاصل ضرب- وقت طلوع شمس =وقت صبح صادق بمطابق 18 ڈگری زیرافق [اس کے علاوہ ہم انٹرنیٹ پر مختلف ویب سائٹز سے اسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ کے شروع ہونے اور ختم ہونے کے اوقات معلوم کر سکتے

ہیں، اسٹرونامیکل ٹوائیلائٹ کے شروع ہونے کا وقت 18 ڈگری زیرافق ہے اور ختم ہونے کا وقت 12 ڈگری زیرافق، اور اس وقت کا نصف 15 ڈگری زیرافق ہے]۔

(ج) 180 ڈگری کا طریقہ:

چونکہ زمین 24 گھنٹوں میں محوری گردش مکمل کرتی ہے، یہ گردش 360 ڈگری کا ہوتا ہے اس کا نصف یعنی اوسط گردش یا دن کا گردش 180 ڈگری کا ہوتا ہے، اس طریقہ میں طلوع شمس اور غروب شمس کے درمیانی وقت کو 180 پہ تقسیم کیا جاتا ہے، حاصل تقسیم عدد فی درجہ وقت ظاہر کرتا ہے، اس عدد کو 15 کے ساتھ ضرب دیا جاتا ہے، اور حاصل ہونے والے عدد کو طلوع شمس کے وقت سے تفریق کیا جاتا ہے، اس طرح صبح صادق کا وقت بمطابق 15 درجے زیرافق معلوم ہو جاتا ہے، لیکن اس میں ایک بات کا خیال رکھا جائے گا کہ صبح صادق اور طلوع شمس کا درمیانی وقت کم سے کم 58 منٹ اور زیادہ سے زیادہ 72 منٹ ہو:

(وقت طلوع شمس)-(وقت غروب شمس)= حاصل وقت/ 180 = فی درجہ وقت- طلوع شمس =وقت صبح صادق بمطابق 180 ڈگری

(د) 360 ڈگری کا طریقہ:

اس طریقہ میں 4 منٹ فی ڈگری کے حساب سے 15 ڈگری کا وقت معلوم کیا جاتا ہے:

60 x 24=1440 (وقت منٹوں میں)/360 = 4 (فی درجہ وقت منٹوں میں) x 15= 60 منٹ یعنی ایک گھنٹہ، یعنی طلوع شمس سے ایک گھنٹہ پہلے کا وقت صبح صادق کا وقت متصور ہوگا۔

(ہ) عرض بلد کا طریقہ:

مفتی رشید احمد صاحب نے عرض بلد کے حساب سے اوقات نماز کیلیئے معیاری نقشے بنائے ہیں، جن سے دوسرے مقامات کے اوقات نماز کے لیئے نقشے تیار کیئے جا سکتے ہیں، طریقہ کار یہ ہے۔

صوابی (عرض بلد 34.1164N طول البلد 72.4643E فرق طول البلد 3 =72-75 کے لیئے 20 دسمبر صبح صادق کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے۔

[وقت 5 گھنٹہ 50 منٹ (بمطابق نقشہ مفتی صاحب) - (فرق نصف النہار = 2)] + (فرق طول البلد = {3x4}12 منٹ) = 6 گھنٹہ 0 منٹ

{5:50 -2 = 5: 48 + 12 = 5: 60 = 6: 00}

تو اس طرح 20 دسمبر صوابی کے لیئے صبح صادق کا وقت 6 گھنٹہ اور 0 منٹ ہے۔

[پاکستان میں ۷۵ درجہ طول البلد کا وقت رائج ہے۔ لہٰذہ جس شہر کا وقت نکالنا ہو اس کے طول البلد کو ۷۵ سے تفریق کریں، چار منٹ فی درجہ کا حساب لگائیں]

(و) ان کے علاوہ دو طریقے اور بھی ہیں جو ان نقشوں میں شامل نہیں کئے گئے ہیں، ایک طریقہ یہ ہے کہ طلوع شمس کی ڈگری اور غروب شمس کی ڈگری کا فرق معلوم کریں، اسی طرح طلوع شمس اور غروب شمس کا فرق معلوم کریں، حاصل شدہ وقت [منٹوں میں] کو ڈگریوں پہ تقسیم کریں، حاصل تقسیم فی درجہ وقت کو 15 سے ضرب دیں، حاصل ضرب کو طلوع شمس کے وقت سے منفی کریں، صبح صادق کا وقت معلوم ہو جائے گا، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ غروب شمس اور طلوع شمس کی ڈگریوں کا فرق معلوم کریں اسی طرح غروب شمس اور طلوع شمس [رات کا] فرق معلوم

کریں حاصل شدہ وقت کو ڈگریوں پہ تقسیم کریں حاصل تقسیم فی درجہ وقت کو 15 سے ضرب دیں، حاصل ضرب کو طلوع شمس کے وقت سے منفی کریں، صبح صادق کا وقت معلوم ہو جائے گا۔

(ز)　　اس کے علاوہ ایک طریقہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کا ہے اس طریقہ میں رات کو سات حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، ساتویں حصے کے شروع کو صبح صادق تسلیم کیا جاتا ہے، مگر یہ طریقہ ہر جگہ اور ہر موسم کے لیے موزوں نہیں ہے۔

(۲)　　نصف النہار عرفی اور نصف النہار شرعی کا وقت شامل کیا گیا ہے، نصف النہار عرفی کے نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ طلوع شمس اور غروب شمس کے درمیانی وقت کا نصف معلوم کریں وہ نصف النہار عرفی ہے، نصف النہار شرعی معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق اور غروب شمس کے درمیانی وقت کا نصف معلوم کریں، نصف النہار عرفی اور نصف النہار شرعی میں فرق تقریباً آدھے گھنٹہ کا ہوتا ہے، بعض نقشوں میں یہ وقت ایک گھنٹہ سے زیادہ لکھا ہوتا ہے جو غلط ہے۔

(۳)　　عشاء کے تین اوقات شامل کئے گئے ہیں، 12 ڈگری جس پہ شفق احمر شروع ہوتا ہے، 15 ڈگری جس پہ شفق احمر ختم ہوتا ہے، اور 18 ڈگری جس پہ شفق ابیض ختم ہوتا ہے، تین اوقات کے شامل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ 12 ڈگری پہ آذان دی جائے، 15 ڈگری پہ نماز جائز ہے اور آسانی اسی میں ہے، احتیاط ملحوظ ہو تو آذان 15 ڈگری پہ دی جائے اور نماز 18 ڈگری پہ پڑھی جائے۔

(۴)　　طلوع شمس، غروب شمس اور نصف النہار عرفی کے اوقات سے اشراق، نماز ظہر، اور نماز مغرب کے اوقات معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

(۵)　　عصر:　　عرض بلد اور طول بلد کے طریقے سے عصر اول اور عصر دوئم کے اوقات شامل کئے گئے ہیں، اس کے علاوہ عصر کا وقت معلوم کرنے کا ایک عام طریقہ کار ہے وہ اس

طرح ہے، کہ طلوع شمس سے غروب تک جو مدت ہو اس کا ساتواں حصہ جب باقی رہے گا مثل دوم ہو جائے گا، مثل اول میں یہ تفصیل ہے کہ:

(ا) جنوری، فروری، مارچ: مثلین سے پچاس منٹ پہلے مثل اول ہو جاتا ہے۔

(ب) اپریل سے اگست تک: مثلین سے ایک گھنٹہ دس منٹ پہلے مثل اول ہو جاتا ہے۔

(ج) ستمبر سے دسمبر تک: مثلین سے بائیس منٹ پہلے مثل اول ہو جاتا ہے۔

عرض بلد اور طول بلد

(۱) خط استواء سے کسی مقام کا شمالاً وجنوباً فاصلہ اس مقام کا عرض بلد کہلاتا ہے، خط استواء سے قطب شمالی یا قطب جنوبی کا بُعد ۹۰ درجے ہے، لہٰذہ عرض بلد زیادہ سے زیادہ ۹۰ درجے ہوسکتا ہے، طول بلد سے کسی شہر کا شرقی وغربی فاصلہ معلوم کیا جاتا ہے، طول بلد کا فاصلہ زیادہ سے زیادہ ۱۸۰ درجے تک ممکن ہے، اس کا مبداء گرینچ ہے۔

(۲) عرض بلد اور طول بلد سمجھنے کے لیئے زمین پر دو قسم کے دائرے بنائے جاتے یا فرض کرنے پڑتے ہیں اول خط استواء کے متوازی، دوم شمال سے جنوب کو قطبین پر گزارتے ہوئے۔

(۳) عرض بلد اور طول بلد معلوم کرنے کے طریقے:

(ا) <u>پہلاطریقہ</u>: ۲۱ مارچ یا ۲۲ ستمبر کو دوپہر کے وقت سورج کی غایت بلندی معلوم کرو پھراس کو ۹۰ درجہ سے تفریق کرو، حاصل تفریق اس مقام کو عرض بلد ہوگا۔

(ب) <u>دوسراطریقہ</u>: ۲۱ جون کو سورج کی غایت بلندی کو ۹۰ درجے میں سے تفریق کر کے حاصل تفریق میں ۲/۱ 23 جمع کرو، مجموعہ عرض بلد ہوگا، مثلاً پشاور میں ۲۱ جون کو سورج کی غایت بلندی ۲/۱ 79 درجے ہے یہ مقدار ۹۰ درجے سے تفریق کرو تو ۲/۱ 10 درجے جواب نکلتا ہے، پھراس کو ۲/۱ 23 کے ساتھ جمع کرو، جواب ۳۴ درجے نکلے گا، پس پشاور کا عرض بلد ۳۴ درجے ہے۔[یہ طریقہ ان بلاد کے لیئے ہے جن کا عرض بلد شمالاً خط سرطان سے اور جنوباً خط جدی سے زیادہ ہو]

(ج) <u>تیسراطریقہ</u>: ۲۱ دسمبر کو آفتاب کی غایت بلندی ۹۰ سے تفریق کرو پھر حاصل تفریق سے ۲/۱ 23 تفریق کرو۔ حاصل تفریق عرض بلد ہوگا۔

<u>(۴) سورج کی بلندی (غایت) معلوم کرنے کا طریقہ:</u>

سورج کی بلندی سے یہ مراد ہے کہ کسی خاص وقت مطلوبہ شہر میں سورج کی شعائیں زمین کے ساتھ کتنے درجہ کا زاویہ بناتی ہیں، سورج کی غایت بلندی معلوم کرنے کے متعدد طریقے ہیں:

ایک طریقہ یہ ہے کہ ایک عمودی سلاخ ہموار زمین میں گاڑ دو، عین دوپہر کے وقت سلاخ کا سایہ شمالاً جنوباً چھوٹے سے چھوٹا ہوگا، یہ سایہ ناپ لو، اب کاغذ پر ایک شکل مثلث قائم الزاویہ بناؤ، جس کا ایک ضلع سایہ کے برابر اور ایک سلاخ کے مساوی ہو، دونوں کا اتصال زاویہ قائمہ پر ہو، تیسرا ضلع سلاخ اور سایہ کو ملاتا ہو، یہ سورج کی شعاع ہے، اب سایہ اور تیسرے ضلع کے درمیان زاویہ کی مقدار درجوں میں معلوم کرلو، یہ سورج کی بلندی ہے۔[اور بھی طریقے ہیں جس کو نقل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بحث طویل ہوجاہے گی]

(۵) طول بلد معلوم کرنے کے بھی کئی طریقے ہیں، ایک طریقہ گھڑی کے وقت کا ہے، دو پہر کے لیئے اور نصف شب کے لیئے بارہ بجے کا وقت مانا جاتا ہے، جس مقام کس طول معلوم کرنا ہو اس کے وقت کا فرق گرینچ کے وقت سے نکالتے ہیں، چونکہ سورج شرقاً وغرباً ۴ منٹ میں ایک درجہ طے کرتا ہے لہٰذہ وقت کے فرق کے منٹ بنا کر ۴ پر تقسیم کر دیں، حاصل تقسیم طول بلد ہوگا۔ (فلکیات جدیدہ، ص175,181-185)

دوسرے مقامات کے اوقات

دوسرے مقامات کے اوقات معلوم کرنے کے لیئے دیئے گئے نقشوں کے اوقات میں مندرجہ ذیل شیڈول کے مطابق جمع کے نشان والے ہند سے جمع کرنے اور منفی کے نشان والے ہندسے کو منفی کرنے سے مطلوبہ مقام کے اوقات معلوم کئے جاسکتے ہیں:

سیریل نمبر	نام مقام	وقت کا فرق
۱.	پشاور	+4
۲.	مردان	+2
۳.	چارسدہ	+3
۴.	رستم	+1
۵.	بٹ خیلہ	+2
۶.	نوشہرہ	+2
۷.	رسالپور	+2
۸.	کوہاٹ	+4
۹.	کرک	+5
۱۰.	سیدوشریف	0
۱۱.	ایبٹ آباد	-3
۱۲.	ہری پور	-2

-3	مانسہرہ	۱۳.
+6	ڈیرہ اسماعیل خان	۱۴.
+7	بنوں	۱۵.
+1	اکوڑہ خٹک	۱۶.
+10	پاڑہ چنار	۱۷.
-7	گلگت	۱۸.
-13	سکردو	۱۹.
+3	چترال	۲۰.
-2	اسلام آباد	۲۱.
-2	راولپنڈی	۲۲.
-4	مری	۲۳.
0	اٹک	۲۴.
-2	چکوال	۲۵.
-5	جہلم	۲۶۔
-3	گجر خان	۲۷.
-6	گجرات	۲۸.
-7	گوجرانوالہ	۲۹.
-6	شیخوپورہ	۳۰.
-2	فیصل آباد	۳۱.

-7	لاہور	.۳۲
-8	سیالکوٹ	.۳۳
-10	نارووال	.۳۴
-1	سرگودھا	.۳۵
0	خوشاب	.۳۶
+4	ملتان	.۳۷
+3	بہاولپور	.۳۸
-4	بہاولنگر	.۳۹
0	وہاڑی	.۴۰
-4	اوکاڑہ	.۴۱
+5	مظفرگڑھ	.۴۲
-1	چیچہ وطنی	.۴۳
+22	کراچی	.۴۴
+16	حیدرآباد	.۴۵
+17	لاڑکانہ	.۴۶
+15	سکھر	.۴۷
+14	میرپورخاص	.۴۸
+13	پنوں عاقل	.۴۹
+16	جیکب آباد	.۵۰

۵۱.	ڈیرہ غازی خان	+7
۵۲.	ٹھٹھہ	+18
۵۳.	شکارپور	+15
۵۴.	خیرپور	+15
۵۵.	صادق آباد	+9
۵۶.	سانگھڑ	+14
۵۷.	کوئیٹہ	+22
۵۸.	ژوب	+12
۵۹.	چمن	+24
۶۰.	سبی	+18
۶۱.	گوادر	+41
۶۲.	تربت	+38
۶۳.	بدین	+15
۶۴.	حب	+22
۶۵.	پشین	+22
۶۶.	مظفرآباد	-4
۶۷.	راولاکوٹ	-5
۶۸.	کوٹلی	-6
۶۹.	گھڑی حبیب اللہ	- 4

نقشوں میں مستعمل الفاظ (Keys) کے مطالب

English	اردو
Fajr Kazib (18°)	فجر کاذب بمطابق ۱۸ ڈگری زیرِافق
Astro (15°)	فجر صادق بمطابق ۱۵ ڈگری زیرِافق
Astro (12°)	فجر صادق بمطابق ۱۲ ڈگری زیرِافق
180 (15°)	فجر صادق بمطابق ۱۸۰ ڈگری (اوسطاً)
360 (15°)	فجر صادق بمطابق ۳۶۰ ڈگری
Lat/ Lon	فجر صادق بمطابق عرض بلد وطول بلد
Sun Rise	طلوعِ شمس
Noon	
Shari	نصف النہار شرعی
Urfi	نصف النہار عرفی
Asr 1	عصر اول (مثل اول)
Asr 2	عصر دوم (مثل دوم)
Sun Set	غروبِ شمس (مغرب)
Esha (12°)	عشاء بمطابق ۱۲ ڈگری زیرِافق
Esha (15°)	عشاء بمطابق ۱۵ ڈگری زیرِافق (شفق احمر)
Esha (18°)	عشاء بمطابق ۱۸ ڈگری زیرِافق (شفق ابیض)